ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
20
9 تا 15 شعبان المعظم 1437ھ/17 تا 23 مئی 2016ء

امریکہ اور آزادیٔ نسواں

امریکی سماج جسے اپنی ترقی اور آزادی پر ناز ہے اور جو دنیا بھر میں انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے‘ اس کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ یہاں خواتین نے اپنے حقوق حاصل کر لیے ہیں۔ آزادیٔ نسواں کا نعرہ یہاں اس زور وشور سے لگایا جاتا ہے‘ جیسے مردوزن کے مابین سماجی انصاف امریکہ میں ایک جنگ بن چکا ہو۔ حقیقت میں صورتحال ایسی نہیں ہے۔ یہاں 75 فیصد شادیاں بہت جلد طلاق یا علیحدگی پر ختم ہو رہی ہیں۔ مردوں کو چونکہ قدرت نے جسمانی قوت زیادہ دی ہے‘ لہٰذا وہ باہمی اختلافات میں خواتین کو ہمیشہ سے زیادہ زدوکوب کر رہے ہیں۔ تازہ اعداد و شمار کے مطابق جتنی امریکی عورتیں حادثات میں زخمی ہو رہی ہیں اور پُرتشدد جرائم کا شکار ہو رہی ہیں‘ ان سے کہیں زیادہ تعداد ان خواتین کی ہے جنہیں ان کے شوہر یا بوائے فرینڈ زمار مار کر زخمی کر رہے ہیں۔ اس گھریلو تشدد میں خواتین پر جو ضربیں دیکھی جاتی ہیں‘ ان میں صرف نیل پڑنا‘ جلد کٹ جانا وغیرہ نہیں بلکہ بہت شدید قسم کی ضربیں مثلاً فریکچر‘ بینائی جاتے رہنا‘ دماغی صدمہ‘ یہاں تک کہ موت بھی رپورٹ کی جا رہی ہے۔

حیرت ہے کہ دنیا میں آج تک یہ خام خیالی زندہ ہے کہ جب کوئی معاشرہ ترقی کر لیتا ہے تو اس میں خواتین مساوات کا نعرہ لگا بیٹھتی ہیں۔ مرد وعورت کی مساوات کا موازنہ ہی اصولاً غلط ہے‘ کیونکہ دونوں کی صلاحیتیں اور استعداد‘ مزاج اور نفسیات مختلف ہوتے ہیں۔ دونوں فریقوں کو دراصل اپنی زندگی کے دائرہ کار میں اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کا موقع ملنا چاہیے۔ مغربی معاشرہ مساوات کے نام پر دھوکہ کھا جاتا ہے اور بے چاری خاتونِ مغرب آزادیٔ نسواں کا نعرہ لگا کر بھی استحصال کا شکار ہوتی رہتی ہے۔

”بے چاری بنتِ حوا“
فریدہ شبیر

اس شمارے میں

سیاسی اور عسکری قیادت میں اختلاف کی اصل وجہ

بڑی خبر
جو انسان کی کایا پلٹ دے

دردِ لا دوا

”زمانہ گواہ ہے“
حالات حاضرہ پر تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

تحفظ خواتین بل
شریعت کے تناظر میں ایک جائزہ (II)

طاغوت سے انکار

الہدیٰ (706)

ڈاکٹر اسرار احمد

اصحابِ کہف کا اقرارِ حق

سُورۃُ الکھف — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات:10 تا 14

اِذۡ اَوَی الۡفِتۡیَۃُ اِلَی الۡکَہۡفِ فَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّ ہَیِّیٔۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبۡنَا عَلٰۤی اٰذَانِہِمۡ فِی الۡکَہۡفِ سِنِیۡنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثۡنٰہُمۡ لِنَعۡلَمَ اَیُّ الۡحِزۡبَیۡنِ اَحۡصٰی لِمَا لَبِثُوۡۤا اَمَدًا ۝ نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ نَبَاَہُمۡ بِالۡحَقِّ ؕ اِنَّہُمۡ فِتۡیَۃٌ اٰمَنُوۡا بِرَبِّہِمۡ وَ زِدۡنٰہُمۡ ہُدًی ۝ وَّ رَبَطۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ اِذۡ قَامُوۡا فَقَالُوۡا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَنۡ نَّدۡعُوَا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلٰـہًا لَّقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا شَطَطًا ۝

آیت ۱۰ ﴿اِذۡ اَوَی الۡفِتۡیَۃُ اِلَی الۡکَہۡفِ فَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّ ہَیِّیٔۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا ۝۱۰﴾ ’’جبکہ ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی اور انہوں نے کہا: اے ہمارے ربّ! تو ہمیں عطا فرما اپنے پاس سے رحمت اور آسان فرما دے ہمارے لیے ہمارے معاملات میں عافیت کا راستہ۔‘‘

اپنے خاص خزانہ فضل سے ہمارے لیے رحمت کا بندوبست فرما دے۔

آیت ۱۱ ﴿فَضَرَبۡنَا عَلٰۤی اٰذَانِہِمۡ فِی الۡکَہۡفِ سِنِیۡنَ عَدَدًا ۝۱۱﴾ ’’تو ہم نے تھپکی دے دی ان کے کانوں پر غار میں کئی سال کے لیے۔‘‘

یعنی ہم نے غار کے اندر متعدد سال تک انہیں سلائے رکھا۔ یہاں پر یہ بحث نہیں چھیڑی گئی کہ کتنے سال تک انہیں نیند کی حالت میں رکھا گیا۔

آیت ۱۲ ﴿ثُمَّ بَعَثۡنٰہُمۡ لِنَعۡلَمَ اَیُّ الۡحِزۡبَیۡنِ اَحۡصٰی لِمَا لَبِثُوۡۤا اَمَدًا ۝۱۲﴾ ’’پھر ہم نے انہیں اٹھایا تا کہ ہم دیکھیں کہ دو گروہوں میں سے کس کو بہتر معلوم ہے کہ کتنا عرصہ وہ وہاں رہے تھے۔‘‘

ان دو گروہوں سے کون لوگ مراد ہیں‘ اس کا ذکر آگے آئے گا۔

آیت ۱۳ ﴿نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ نَبَاَہُمۡ بِالۡحَقِّ ؕ﴾ ’’ہم سنا رہے ہیں آپؐ کو ان کا قصہ حق کے ساتھ۔‘‘

یہ واقعہ جیسے وقوع پذیر ہوا تھا بالکل ویسے ہی ہم آپؐ کو بلا کم و کاست سنانے جا رہے ہیں۔

﴿اِنَّہُمۡ فِتۡیَۃٌ اٰمَنُوۡا بِرَبِّہِمۡ وَ زِدۡنٰہُمۡ ہُدًی ۝۱۳﴾ ’’وہ چند نوجوان تھے جو ایمان لائے اپنے رب پر اور ہم نے خوب بڑھایا تھا انہیں ہدایت میں۔‘‘

آیت ۱۴ ﴿وَّ رَبَطۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ اِذۡ قَامُوۡا﴾ ’’اور ہم نے مضبوط کر دیا ان کے دلوں کو جب وہ (بادشاہ کے سامنے) کھڑے ہوئے‘‘

﴿فَقَالُوۡا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَنۡ نَّدۡعُوَا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلٰـہًا لَّقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا شَطَطًا ۝۱۴﴾

’’تو انہوں نے کہا کہ ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا ربّ ہے‘ ہم ہرگز نہیں پکاریں گے اُس کے سوا کسی اور کو معبود‘ (اگر ایسا ہوا) تب تو ہم بہت غلط بات کہیں گے۔‘‘

جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے دربار میں ڈٹ کر حق بات کہی تھی ویسے ہی ان نوجوانوں نے بھی علی الاعلان کہا کہ ہم ربّ کائنات کو چھوڑ کر کسی دیوی یا دیوتا کو اپنا ربّ ماننے کو تیار نہیں ہیں۔

فرمان نبویؐ

ظالم حکمران کے سامنے حق گوئی

عَنۡ طَارِقِ بۡنِ شِہَابٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدۡ وَضَعَ رِجۡلَہُ فِی الۡغَرۡزِ اَیُّ الۡجِہَادِ اَفۡضَلُ قَالَ ((کَلِمَۃُ حَقٍّ عِنۡدَ سُلۡطَانٍ جَائِرٍ)) (سنن نسائی)

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا پاؤں رکاب میں رکھ چکے تھے کہ کونسا جہاد افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا۔‘‘

تشریح: جابر و ظالم حکمران کے سامنے حق گوئی کو بہترین جہاد اس لئے فرمایا گیا کہ جو شخص کسی دشمن سے جہاد کرتا ہے وہ خوف و امید دونوں کے درمیان رہتا ہے۔ اگر دشمن غالب آ جائے تو شہید ہو جائے گا۔ یا دشمن کو مغلوب بنا کر اپنی جان کو بچا لے گا۔ اس کے برخلاف جو شخص ظالم و جابر حکمران کے سامنے حق بات کہنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لئے امید کی کوئی ہلکی سی کرن بھی نہیں ہوتی۔ وہ اس حکمران کے مکمل اختیار و قبضہ میں ہونے کی وجہ سے اس یقین کے ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرض ادا کرتا ہے کہ اس کا انجام دنیا میں نری تباہی و نقصان کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

سیاسی اور عسکری قیادت میں اختلاف کی اصل وجہ

وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی بیک ڈور ڈپلومیسی کامیاب ہوئی اور پینتیس دن کے بعد بالآخر وزیر اعظم میاں نواز شریف اور آرمی چیف راحیل شریف میں ملاقات ہوگئی۔ سیاسی اور عسکری قیادت میں کشیدگی ایک عرصہ سے چل رہی تھی۔ حکومت نے پرویز مشرف کو بیرون ملک جانے کی اجازت دے کر اپنی طرف سے عسکری قیادت کو خوش کرنے یا اُس پر احسان جتانے کا تاثر دیا لیکن عسکری قیادت نے معاملہ سے مکمل لاتعلقی کا اظہار کر کے حکومت کے اس خیر سگالی عمل کو قابل توجہ نہ سمجھنے کا تاثر دیا۔ اِس سے پہلے کہ حکومت اور فوج کے درمیان تعلقات کے بگاڑ کی اصل اور بنیادی وجہ ہم قارئین کے سامنے لائیں ہم یہ بتانا چاہیں گے کہ طرفین اصل وجہ تنازعہ کو چھپاتے ہوئے دوسرے اختلافی واقعات کی آڑ میں ایک دوسرے پر وار کرتے رہے۔ مثلاً حکومت یہ تو چاہتی تھی کہ فوج سندھ کے شہری علاقوں یعنی کراچی اور حیدر آباد وغیرہ میں ایم کیو ایم کی قوت کو کمزور کر دے تا کہ وفاقی حکومت وقتاً فوقتاً الطاف حسین کے ہاتھوں بلیک میل نہ ہونے پائے لیکن حکومت ہرگز یہ نہیں چاہتی تھی کہ فوج ایم کیو ایم میں ایک ایسا دھڑا قائم کر دے جو اسٹیبلشمنٹ کے اشاروں پر ناچے بالفاظ دیگر حکومت کو مصطفیٰ کمال کی رونمائی اور اُس دھڑے کو فوج کی پشت پناہی پسند نہیں آئی۔

اسی طرح حکومت سندھ میں دہشت گردی تو ختم کرنا چاہتی تھی لیکن رینجرز کے کراچی میں کرپشن کے خلاف اقدام اور سیاسی حکومت کی اجازت کے بغیر وہاں کے وزراء اور بیوروکریسی کے خلاف اقدام ہرگز پسند نہیں آئے تھے اس لیے کہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ بات سندھ تک محدود نہیں رہے گی۔ بلکہ آنے والے وقت میں فوج پنجاب جو مرکزی حکومت کی طاقت کا منبع اور سر چشمہ ہے وہاں بھی ایسے ہی اقدام کر سکتی ہے اور یہ مرکزی حکومت کو کسی صورت قبول نہ تھا۔ اس معاملہ میں مرکزی حکومت کی سنجیدگی اور حساسیت کو سمجھتے ہوئے فی الحال پنجاب میں رینجرز اور فوج نے کوئی قدم نہیں اٹھایا تھا البتہ اب چھوٹو گینگ کی سرکوبی کے لیے فوج کو پنجاب میں مداخلت کا موقع ملا ہے۔ پنجاب میں مداخلت کا معاملہ شاید مزید آگے بڑھتا لیکن پانامہ لیکس نے ہلچل مچادی۔ اِن لیکس کے مطابق نواز شریف کے دونوں بیٹوں اور بڑی بیٹی نے آف شور کمپنیاں کھول رکھی ہیں۔ جب پانامہ لیکس کے شور و غوغا نے شریف فیملی کا گھیراؤ کر لیا تو فوج نے اپنی حکمت عملی میں تبدیلی کی۔ کیونکہ اب اُسے وزیر اعظم سے نمٹنے کے لیے دوسرا راستہ بھی دکھائی دے رہا ہے۔ رینجرز کو وقتی طور پر روک دیا گیا کہ وہ چھوٹو گینگ کے بعد کسی دوسرے گینگ یا کرپشن وغیرہ کے خلاف کوئی اقدام نہ کرے۔

آرمی چیف کا یہ بیان کہ کرپشن کے حوالہ سے احتساب سب کا اور ہر سطح پر ہونا چاہیے۔ حکومت نے اِس بیان کو خود پر بلکہ شریف فیملی پر براہ راست حملہ سمجھا۔ فوج نے ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہوئے اپنے اعلیٰ افسران کی اُن سزاؤں کو پبلک کر دیا جو قریباً ایک سال پہلے سنائی گئی تھیں یہ ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔ اِن سزاؤں کو میڈیا تک پہنچانے کا مطلب بالکل واضح تھا کہ اگر فوج کے اعلیٰ ترین منصب کے حامل لیفٹیننٹ جنرل کو کرپشن پر سزا دی جا سکتی ہے تو وزیر اعظم کو کیوں نہیں دی جا سکتی یا اُس کا احتساب کیوں نہیں ہو سکتا؟ پاکستان بھر میں فوج

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

9 تا 15 شعبان المعظم 1437ھ — جلد 25
17 تا 23 مئی 2016ء — شمارہ 20

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، **طابع:** رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کے اس خود احتسابی عمل اور سزا دینے کی بہت ہی تحسین ہوئی لیکن اس پر حکومت کی طرف سے انتہائی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا گیا اور ایک اہم وزیر نے یہ بیان دے ڈالا کہ کرپشن پر فوج میں سزائیں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ فوج میں بڑی سطح پر کرپشن ہو رہی ہے گویا یہ کھلا اعلان جنگ تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں سے یہ چند ایک تھیں جن پر ایک عام آدمی حکومت اور فوج کو ایک دوسرے کے خلاف صف آرا دیکھ رہا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم نے شروع میں عرض کیا ہے کہ حکومت اور فوج میں اصل وجہ تنازعہ کچھ اور ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ 12 اکتوبر 1999ء کی فوجی بغاوت نے میاں نواز شریف کے دل و دماغ میں صرف پرویز مشرف کے نہیں بلکہ فوج کے ادارے کے خلاف نفرت بلکہ زہر بھر دیا تھا وہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت نہ کر سکے اور پرویز مشرف سے معاہدہ کر کے جلاوطن ہو گئے۔ عالمی سطح پر چونکہ پاکستان کی فوج کے خلاف ایک محاذ قائم ہے لہٰذا جلاوطنی کے دوران فوج کے خلاف نفرت میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور میاں صاحب اس نتیجہ پر پہنچے کہ جب تک فوج ایک مضبوط ادارہ ہے سول حکومتوں پر شب خون مارے جاتے رہیں گے۔ اور یہ جمہوری حکومتیں اُن کے رحم و کرم پر رہیں گی اسی آئیڈیا کو ذہن میں رکھتے ہوئے میاں نواز شریف نے جلاوطنی کے دوران اپنی بدترین دشمن پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بینظیر بھٹو جنہیں وہ سکیورٹی رِسک کہا کرتے تھے اور جنہیں سکھوں کی فہرستیں بھارت کے حوالہ کرنے کا طعنہ دیتے تھے اُن کے ساتھ میثاق جمہوریت کیا۔

پاکستان میں ایک قابل ذکر طبقہ موجود ہے جو یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ پاکستان مذہب کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا، اُن کی رائے میں پاکستان معاشی بنیاد پر قائم کرنا پڑا تھا، کیونکہ ہندو مسلمان کا معاشی استحصال کرتا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں نے اس جبر سے بچنے کے لیے ایک الگ ریاست قائم کر لی یہ کوئی اسلامی ریاست نہیں بلکہ مسلمانوں کی ریاست قائم کی گئی تھی۔ (یہ ایک خود تردیدی نظریہ ہے) یہ طبقہ بھارتی ثقافت کا بڑا دلدادہ ہے اسی طبقہ کا نظریہ یہ ہے کہ بھارت ہمارا دشمن نہیں ہے بلکہ اپنی فوج نے وسائل ہڑپ کرنے کے لیے بھارتی ہوا کھڑا کیا ہوا ہے۔ فوجی قیادتیں ان وسائل سے عیش و عشرت کی زندگی گزارتی ہے اور جب کبھی پاکستان اور بھارت قریب آتے ہیں۔ فوج خود یا غیر ریاستی عناصر کے ذریعے ایسے اقدام کرتی ہے جس سے پھر محاذ گرم ہو جاتے ہیں۔ اگر فوج کو دیئے جانے والے وسائل عوامی بہبود پر خرچ ہوں تو عوام کی قسمت بدل جائے۔ ہم اگرچہ اس نظریہ کو صد فی صد غلط نہیں سمجھتے لیکن یہ ایسا درست بھی نہیں ہے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کا اگرچہ معاشی استحصال ہو رہا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ تحریک پاکستان میں اُس وقت تیزی بلکہ برق رفتاری آئی جب علامہ اقبال کے مشورہ پر قائداعظم محمد علی جناح نے اس تحریک کو اسلام کا انجکشن لگایا اور جب پاکستان کا مطلب لا الٰہ الا اللہ بتایا گیا۔ ایک نعرہ بھی ایسا نہ لگایا گیا جس کا مطلب معاشی سطح پر ہندو سے نجات حاصل کرنا ہو۔ یہ بات بھی اپنی جگہ پر درست ہے کہ فوج کے اعلیٰ عہدہ داروں نے وسائل سے ذاتی فائدے اٹھائے لیکن اِس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بھارت نے بھی پاکستان کے وجود کو کبھی دل سے قبول نہیں کیا تھا اور اُس کا مقابلہ کرنے کے لیے مضبوط و مستحکم فوج کی ضرورت تھی اور ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ میاں نواز شریف اِن تمام معاملات میں کوئی اعتدال کا راستہ اختیار کرتے وہ بھارت سے دشمنی کو ختم کرتے لیکن اس بات کو سمجھتے کہ جس قوم کے لیے آپ کا یعنی پاکستان کا وجود ہی اصل مسئلہ ہے اُس سے دوستی کی پینگیں نہیں بڑھائی جا سکتی۔ اُنہیں تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے سمجھنا چاہیے تھا کہ 1958ء میں فوج کی سیاست میں مداخلت سے پہلے بھی بھارت پاکستان کے خلاف دشمنی کا کس قدر مظاہرہ کر چکا تھا۔ اُنہیں سمجھنا چاہیے تھا کہ ہندو مسلمان کی ایک ہزار سالہ غلامی پر تا قیامت تلملاتا رہے گا۔ اُس کا یہ زخم مندمل نہیں ہو سکے گا لیکن بدقسمتی سے میاں نواز شریف نے اُس طبقہ کے نظریہ کو قبول کر لیا جو بھارتی ثقافت کا دلدادہ ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ ہماری فوج اگر اپنے ہاتھ پاؤں باندھ لے تو بھارت سے دوستی ہو جائے گی چنانچہ اُنہوں نے تیسری بار وزیر اعظم بنتے ہی بھارت خاص طور پر مودی جیسے مسلمان دشمن کو پیار و محبت کے پیغام اور تحفے بھجوائے اور اپنی فوج کے مورال کو ڈاؤن کرنا شروع کیا۔ اس پر فوج کے کان کھڑے ہو گئے۔ نواز شریف سمجھتے ہیں کہ اگر فوج کمزور ہو گی تو کسی سیاسی حکومت کے خلاف اقدام بھی نہ کر سکے گی۔

حال ہی میں امریکہ نے پاکستان کو جو ایف 16 طیارے دینے سے انکار کیا ہے فوج سمجھتی ہے کہ اس کی صد فی صد ہماری وزارت خارجہ ذمہ دار ہے۔ جب بھارت واشنگٹن میں ایف 16 طیاروں کے حوالہ سے پاکستان کے خلاف لابنگ کر رہا تھا تو فوج مسلسل سفارتی سطح پر وزارت خارجہ کو جوابی کارروائی کے لیے کہتی رہی لیکن وزارت خارجہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ فوج کے مطابق اس سے پاکستان کی فضائی قوت کو زبردست جھٹکا لگا ہے۔ علاوہ ازیں فوج اِس بات کی زبردست مخالف ہے کہ بھارت کو پاکستان کے راستے سے افغانستان سے تجارت کرنے کی اجازت دی جائے جبکہ میاں نواز شریف اِس کے حق میں ہیں۔ میاں نواز شریف بھارت سے تعلقات کے حوالہ سے اتنا آگے چلے گئے ہیں کہ وہ اب پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنانے کی بجائے لبرل اور پروگریسو پاکستان کے خواہش مند ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پرویز رشید سے لے کر نجم سیٹھی تک آزاد منش اور اسلام بے زار لوگ ان کے دائیں بائیں ہیں۔ صوبہ پنجاب جہاں اُن کے برادر خود حکمران ہیں وہاں تحفظ نسواں جیسے سرتاپا غیر اسلامی قوانین بنائے جا رہے ہیں۔

بہرحال میاں نواز شریف اور فوج کا اصل اختلاف بھارت سے تعلقات کے حوالہ سے ہے۔ آنے والا وقت بتائے گا کہ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ ہماری رائے میں جب تک پاکستان اسلامی ریاست نہیں بنتا بھارت سے دوستی ہمارے وجود کے لیے تباہ کن ثابت ہوگی البتہ اس سے دشمنی کو بھی اپنی پالیسی کی بنیاد بنانا غلط ہوگا۔

بڑی خبر: جو انسان کی کایا پلٹ دے

سورۃ النباء کے پہلے رکوع کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 29 اپریل 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مطالعۂ قرآن حکیم کے سلسلہ میں آج ہم تیسویں پارے کا آغاز کر رہے ہیں۔ اس میں زیادہ تر مکی سورتیں ہیں اور مکی سورتوں میں زیادہ زور انذارِ آخرت پر ہے لیکن ہر سورت میں انذار کا اسلوب مختلف ہے کہ انسان اُکتاتا نہیں ہے۔ گویا کہ مختلف زاویوں اور نقطہ ہائے نظر سے انسان کو سمجھانے اور آخرت کے حوالے سے مطلع کرنے کا حق ادا کر دیا گیا ہے۔ سورۃ النباء تیسویں پارے کی پہلی سورت ہے۔ اِس میں انذار کا ایک خاص اسلوب اپنایا گیا ہے اور اس کا نام بھی اسی مناسبت سے سورۃ النباء ہے۔ یعنی خبر۔ حضور ﷺ نے جب قریش مکہ کو آخرت کے حوالے سے خبردار کرنے کا بیڑا اُٹھایا تو آخرت کی اس خبر سے قریش مکہ میں کھلبلی مچ گئی اور وہ آپس میں چہ مگوئیاں کرنے لگے۔

چنانچہ سورت کا آغاز اسی بات سے ہوتا ہے:

﴿عَمَّ یَتَسَآءَلُوۡنَ ۚ﴿۱﴾﴾ ”کس چیز کے بارے میں یہ لوگ آپس میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں؟“

آخرت کی خبر نے مشرکین مکہ کو صحیح معنوں میں جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اس لیے وہ ایک دوسرے سے سوال کر رہے تھے کہ کیا ہم دوبارہ زندہ ہوں گے؟ کیا ایسا ممکن ہے کہ ہماری ہڈیاں بھی گل سڑ گئی ہوں اور ہمیں دوبارہ اُٹھا دیا جائے؟ ہر جگہ یہی موضوع زیر بحث تھا اور ڈھٹائی کے ساتھ انکار بھی ہو رہا تھا۔ لیکن حقیقت میں اس خبر نے ان کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ھادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

﴿عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِیۡمِ ۙ﴿۲﴾﴾ ”اُس بڑی خبر کے بارے میں۔“

نباء کہتے ہیں خبر کو اور انباء اس کی جمع ہے۔ یہاں النبا العظیم سے مراد آخرت کی ہولناک اور بڑی خبر ہے۔ انبیاء و رسل اللہ تعالیٰ کا جو بھی پیغام انسان تک پہنچاتے رہے وہ بنیادی طور پر خبر ہی تھی۔ اسی نسبت سے انہیں انبیاء کہا گیا۔ تمام انبیاء و رسل کے ہاں توحید، رسالت اور آخرت کی خبر خبر مشترک کا درجہ رکھتی ہے اور یہی تین ہمارے بنیادی ایمانیات ہیں۔ ان میں سے انسان کے لیے سب سے بڑی خبر آخرت کی خبر ہے۔ اسی وجہ سے اسے النبا العظیم کہا گیا۔ کیونکہ اللہ کو تو سبھی مانتے ہیں۔ آج کا انسان اگرچہ ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ کے وجود کا انکاری ہے لیکن حقیقت میں اس کی فطرت میں اشارے موجود ہیں۔ حقیقت میں اس کی روح عہد الست کی گواہ ہے جس میں اللہ کا مکمل تعارف موجود ہے۔ اسی طرح

مرتب: ابوابراھیم

مظاہر فطرت میں بھی خالق کائنات کی کھلی نشانیاں موجود ہیں اور قرآن مجید کی ایک ایک آیت بھی گواہ ہے۔ اس کے باوجود آج کے انسان نے جان بوجھ کر منہ پھیر لیا ہے لیکن حقیقت میں ہر دور کا انسان اللہ کے وجود کا قائل رہا ہے۔ مشرکین مکہ بھی اللہ کو مانتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ۚ﴾ ”اور (اے نبی ﷺ!) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو اور کس نے مسخر کیا ہے سورج اور چاند کو؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے!“ (العنکبوت:61)

یعنی وہ اللہ کو مانتے تھے لیکن جس چیز سے بدک رہے تھے وہ توحید تھی کہ کل اختیار کا مالک اللہ ہے۔ جبکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ کچھ اور بھی عناصر ہیں جن کی مرضی چلتی ہے اور ان کی مرضی چلنے سے ہمیں دنیا میں بھی بہت کچھ مل سکتا ہے اور آخرت کا معاملہ بھی اگر ہوا تو ان کے ذریعے ہمیں فائدہ پہنچے گا۔ یہ لوگ اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے اس لیے مشرک کہلاتے تھے۔ یعنی انہیں اصل مسئلہ توحید سے تھا' یہ خبر ان کے لیے نئی نہیں تھی کہ اللہ موجود ہے۔

اسی طرح رسالت کا معاملہ بھی ایک خبر ہے۔ لیکن اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزرے ہیں سب کو معلوم ہے۔ قریش مکہ بھی اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے سمجھتے تھے اور انہیں رسول مانتے تھے۔ اس لیے رسالت کی خبر بھی نئی نہیں تھی۔ البتہ بڑی خبر جس نے سب جھنجھوڑ دیا اور ہلا کر رکھ دیا وہ اصل میں آخرت کی خبر ہے۔

قرآن مجید میں یہی لفظ سورۃ صٓ میں بھی آیا:

﴿قُلۡ ہُوَ نَبَؤٌا عَظِیۡمٌ ﴿ۙ۶۷﴾﴾ ”آپ کہہ دیجیے کہ یہ ایک بہت بڑی خبر ہے۔“

حقیقت میں یہی خبر انسان کی کایا پلٹ دینے والی ہے۔ اگر انسان آخرت پر ایمان لے آئے تو حقیقی معنوں میں اس کی زندگی ایک مومن کی زندگی کا عملی نمونہ بن جائے۔

﴿الَّذِیۡ ہُمۡ فِیۡہِ مُخۡتَلِفُوۡنَ ؕ﴿۳﴾﴾ ”جس کے بارے میں یہ اختلاف رائے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔“

﴿کَلَّا سَیَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۴﴾﴾ ”نہیں! عنقریب یہ جان لیں گے۔“

ایک تو آخرت کا دن یقینی ہے علاوہ ازیں ایک موت کی تلوار بھی ہر وقت سر پہ لٹکی ہوئی ہے۔ کسی کے چند سال باقی ہیں، کسی کے چند دن۔ پھر موت تو آنی ہے۔ ہر انسان کو اس وقت ہی اندازہ ہو جائے گا جب فرشتہ روح قبض کرنے آئے گا کہ جو کچھ نبی کہتے تھے وہ حق تھا۔ وہ سب جو اس وقت انکار کر رہے تھے انہیں پتہ لگے ہوئے اب ساڑھے چودہ سو سال ہو گئے ہیں۔

﴿ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٥ ﴾ ”ہاں کوئی بات نہیں! عنقریب یہ جان لیں گے۔“

یعنی جو آخرت کا انکار کر رہے ہیں ان کا یہ تصور بالکل غلط ہے۔ آج بھی جو لوگ آخرت سے انکاری ہیں‘ جب موت آئے گی تو ان کے طبق روشن ہو جائیں گے۔ تب سمجھ میں آئے گا کہ اصل زندگی تو آخرت کی ہے جس کے لیے کچھ بھیجا ہی نہیں۔ اس وقت ایمان بھی لانا چاہیں گے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ جب موت کے واضح آثار شروع ہو جائیں گے تو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

﴿ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝٦ ﴾ ”کیا ہم نے نہیں بنا دیا زمین کو بچھونا؟“

قرآن مجید کا یہ بھی توجہ دلانے کا ایک انداز ہے۔ جس میں کئی مقامات پر تابڑ توڑ سوال کیے گئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ کی خلاقی کے مظاہر دیکھ کر غور وفکر کرے۔ یہ زمین بھی اللہ کی خلاقی کا ایک مظہر ہے‘ جسے انسان کے لیے ایک بچھونے کی طرح بچھا دیا ہے۔ یعنی ایک فرش ہے جس پر انسان جس طرف چاہے چل پھر سکتا ہے اور یہ مزاحمت نہیں کر رہی۔ آج کے انسان کے لیے تو سمجھنے کے کئی پہلو سامنے آ گئے ہیں لیکن اس وقت کا انسان یہی سمجھتا تھا کہ یہ زمین ایک بہت بڑا میدان ہے۔ یہ Concept نہیں تھا کہ زمین گول ہے اور گول شے کو اللہ نے کیسے ایک میدان بنا دیا؟ یہ جگہ جہاں ہم سیدھے کھڑے ہیں اس کے بالکل متضاد نیچے بھی انسان بس رہے ہیں۔ انہیں تو سر کے بل ہونا چاہیے تھا مگر ان کے لیے بھی وہ زمین فرش ہے۔ یہ اللہ کا بنایا ہوا نظام ہے جس میں آج کے انسان کے لیے زیادہ راہنمائی ہے۔

﴿ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝٧ ﴾ ”اور پہاڑوں کو میخیں؟“

آج سائنس اس حقیقت تک پہنچ چکی ہے۔ علم الارضیات (جیالوجی) میں یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ زمین میں گڑھے ہوئے ان پہاڑوں کا رول میخوں کی طرح ہے اور زمین کی Stability ان کی وجہ سے ہے۔

﴿ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝٨ ﴾ ”اور تمہیں ہم نے جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا۔“

یہ بھی اللہ کی خلاقی ہے اور اس کے اندر کتنی حکمتیں ہیں۔

﴿ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝٩ ﴾ ”اور تمہاری نیند کو بنا دیا ہم نے تھکان دور کرنے والی۔“

نیند کا بھی اپنا ایک رول ہے۔ جس کی نیند اُڑ جائے وہی اس کی اہمیت کا صحیح اندازہ کر سکتا ہے۔ یہ انسان کی ضرورت کا سامان ہے۔ سارے دن کی محنت سے تھکے ٹوٹے آتے ہیں اور سو کر صبح اُٹھتے ہیں تو تازہ دم ہوتے ہیں۔ یہ پورا نظام اللہ نے انسان کے لیے تخلیق کیا ہے تاکہ وہ زندگی گزار سکے۔

﴿ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝١٠ ﴾ ”اور رات کو ہم نے بنا دیا ڈھانپ لینے والی۔“

دن کی اپنی ایک ضرورت ہے اور رات کی اپنی ضرورت ہے۔ مسلسل رات رہے تو بھی نظام نہیں چل سکتا اور مسلسل دن رہے تو بھی انسان کے لیے زندگی گزارنا ناممکن ہو جائے۔

﴿ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝١١ ﴾ ”اور دن کو ہم نے بنا دیا معاش (کی جدوجہد) کے لیے۔“

رات کو انسان کے آرام کے لیے بنایا اور دن کو عمل کے لیے۔ اصولی طور پر نیچرل تقسیم ہے۔ معاش بھی انسان کی ضرورت ہے اور اگلی زندگی کے لیے سامان کرنا، نیکی اور خیر کے کام کرنا، دین کے لیے بھاگ دوڑ کرنا بھی ضروری ہے۔ اس کے لیے دن کا وقت ہے۔ ہاں مخصوص حالات اور تقاضوں کے مطابق تھوڑے عرصہ کے لیے Exception ہو سکتی ہے۔ لیکن جو لوگ رات کی ڈیوٹی کی وجہ سے مسلسل جاگتے رہتے ہیں وہ بہت سے نفسیاتی و دیگر مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ظاہر ہے اللہ کے بنائے ہوئے نظام کے خلاف چلیں گے تو یقیناً کوئی نہ کوئی مسئلہ کھڑا ہوگا۔

﴿ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝١٢ ﴾ ”اور تمہارے اوپر بنا دیے ہم نے سات مضبوط آسمان۔“

نزول قرآن کے وقت انسان کا تصور پہلے آسمان کے حوالے سے بھی محدود تھا۔ وہ آسمان کی بلندی کو تو مانتے تھے،

پریس ریلیز 13 مئی 2016ء

بنگلہ دیش کی حکومت کا مطیع الرحمٰن نظامی کو پاکستان سے محبت کے جرم میں سزائے موت دینا ایک وحشیانہ قدم ہے

پاکستان نے اس حوالے سے کوئی عملی قدم نہ اٹھایا جبکہ ترکی نے احتجاج کے طور پر بنگلہ دیش سے اپنا سفیر واپس بلا لیا ہے

حافظ عاکف سعید

بنگلہ دیش کی حکومت کا مطیع الرحمٰن نظامی کو پاکستان سے محبت کے جرم میں سزائے موت دینا ایک وحشیانہ قدم ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ پینتالیس (45) سال کے بعد حسینہ واجد کو یہ یاد آنا کہ مطیع الرحمٰن نظامی نے پاکستان کی حمایت کر کے بنگلہ دیش سے غداری کی تھی مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ صرف پاکستان دشمنی نہیں اسلام دشمنی بھی ہے جس کا مظاہرہ بنتِ شیخ مجیب الرحمٰن نے بھارت کے ایما اور اُس کی پشت پناہی پر آج کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے اس حوالہ سے پاکستانی حکومت کے رویے اور اُس کی بے حسی کی شدید مذمت کی۔ پاکستان کو دوسرے اسلامی ممالک کو متحرک کر کے اس سزا کو رکوانا چاہیے تھا۔ مطیع الرحمٰن نے پاکستان کی محبت میں موت کو گلے لگایا لیکن پاکستان نے اس حوالے سے کوئی عملی قدم نہ اٹھایا جبکہ ترکی نے احتجاج کے طور پر بنگلہ دیش سے اپنا سفیر واپس بلا لیا ہے۔ اور اس طرح حسینہ واجد کو ایک واضح پیغام دیا ہے۔ کرپشن کا ذکر کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ حیرت ہے کہ بلوچستان کا سیکرٹری خزانہ سارے خزانے کو اپنے گھر ہی منتقل کر رہا تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ ایک بیوروکریٹ کا کارنامہ ہے اس پر تصور کیا جا سکتا ہے کہ ملک بھر میں بیوروکریٹس، سیاست دان اور جرنیل کس طور پر لوٹ مچائے ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ کرپشن کے کینسر کا فوری اور مؤثر علاج نہ کیا گیا تو یہ قومی جسد کے لیے تباہ کن ثابت ہوگا۔ اُنہوں نے پانامہ لیکس پر جوڈیشل کمیشن بنانے سے سپریم کورٹ کے انکار پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اِس سے ملک میں سیاسی بحران پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اُنہوں نے حکومت اور اپوزیشن دونوں سے اپیل کی کہ وہ ملک کے مفاد میں ہر قسم کی محاذ آرائی سے اجتناب کریں اور مل بیٹھ کر مسئلہ کا حل تلاش کر لیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

اس کے اندر سورج، چاند، ستارے ہیں یہ بھی مانتے تھے لیکن اس کی وسعتوں کا اتنا علم نہیں تھا اور ایک آج کا انسان ہے جو دیکھ رہا ہے کہ آسمان کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں کئی جگہ پر فرمایا گیا کہ یہ ستارے اور سورج سب سے نچلے آسمان کا حصہ ہیں۔ گویا یہ سارا کچھ جو ہم دیکھ رہے ہیں اور جو ہزاروں لاکھوں لائٹ ایئرز دور کے ستارے ہیں وہ بھی اس پہلے آسمان ہی کا حصہ ہیں۔ واللہ علم۔ ایک طرف انتہائی نازک نظام ہے۔

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہ شیشہ گری کا

بہت حساس نظام ہے جو کشش ثقل پر چل رہا ہے۔ لیکن اتنا ہی مضبوط اور مستحکم بھی ہے۔ یہ نہیں ہورہا کہ ستارے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہیں۔ کوئی ادھر جا رہا ہے کوئی ادھر۔

﴿كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ﴾ ''یہ سب کے سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔'' (الانبیاء:33)

اور اتنے ستارے ہیں جو انسان گن نہیں سکتا۔ آج کے انسان کے لیے تو اس کائنات کی عظمت کی بہت نشانیاں موجود ہیں لیکن بس یہی کہ Deliberately طے کر لیا گیا ہے کہ اس حوالے سے غور ہی نہ کرو۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

جان بوجھ کر آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اور صرف اتنا سوچ لیا ہے کہ بس یہ دنیا ہے۔ اس میں مزے اڑاؤ۔ Eat, drink and the marry۔ بھول جاؤ کہ آگے کیا ہوگا اور آج ساری دنیا اسی بات پر ایمان رکھتی ہے کہ ہاں دنیا میں زندگی گزارنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ سوائے جن پر اللہ کا مخصوص فضل ہو۔

﴿وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿١٣﴾﴾ ''اور ہم نے (سورج کو) بنا دیا ایک روشن چراغ۔''

﴿وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿١٤﴾﴾ ''اور ہم نے اتار دیا نچڑنے والی بدلیوں سے چھاجوں پانی۔''

یعنی ہم پانی سے لبریز بادلوں سے موسلا دھار بارش برساتے ہیں۔

﴿لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿١٥﴾﴾ ''تاکہ اس کے ذریعے سے ہم نکالیں اناج اور دوسرے نباتات۔''

زراعت سمیت بیشتر انسانی ضروریات کا دارومدار اسی پر ہے۔

﴿وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿١٦﴾﴾ ''اور بڑے گھنے باغات بھی۔''

پھل بھی انسان کے لیے بڑی نعمت اور اس کی غذائی ضرورت ہیں اور اس کا انتظام بھی اللہ نے اس طرح سے کر رکھا ہے۔

﴿اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿١٧﴾﴾ ''یقیناً فیصلے کا دن ایک معین وقت ہے۔''

جس اللہ نے یہ سارا نظام بنایا ہے اور پوری کائنات تخلیق کی ہے، اسی کا فیصلہ ہے کہ ایک دن اس نے مقرر کر رکھا ہے جب سب کا فیصلہ اُن کے اعمال کے مطابق ہوگا۔

﴿يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿١٨﴾﴾ ''جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم سب چلے آؤ گے فوج در فوج۔''

پہلی مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو تمام انسان، چرند پرند ہلاک ہو جائیں گے اور نظام شمسی درہم برہم ہو جائے گا۔ ایک مدت کے بعد جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو انسان اسی زمین میں سے ٹڈی دل کی طرح نکل رہے ہوں گے۔

اس دن آخرت کا انکار کرنے والے کہیں گے:

﴿قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ﴾ ''وہ کہیں گے: ہائے ہماری شامت! ہمیں کس نے اُٹھا دیا ہماری قبروں سے؟''

﴿هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ﴾ (یٰسین:52) ''(پھر خود ہی کہیں گے:) ارے یہ تو وہی (دن) ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔''

لیکن تب انسان کا کوئی اختیار نہیں چلے گا۔ میدان حشر میں حاضری ہوگی اور کسی کے لیے کوئی امکان نہیں ہوگا کہ وہاں سے غائب ہو جائے۔

﴿وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿١٩﴾﴾ ''اور آسمان کھول دیا جائے گا تو اس میں دروازے ہی دروازے بن جائیں گے۔''

جیسا آسمان اس وقت ہمیں نظر آرہا ہے، ایسا نہیں ہوگا۔ اس کی کوئی اور ہی صورت سامنے آئے گی جو قرآن مجید کے ان الفاظ کے مطابق ہوگی۔ اس وقت ہم اس کا صحیح تعین نہیں کر سکتے۔

﴿وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿٢٠﴾﴾ ''اور پہاڑ چلا دیے جائیں گے تو وہ ہو جائیں گے چمکتی ہوئی ریت۔''

یہ قیامت اولیٰ کے مناظر ہیں کہ جب مضبوطی سے جمے ہوئے پہاڑ ریت کی مانند اُڑ رہے ہوں گے۔

﴿اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿٢١﴾﴾ ''یقیناً جہنم گھات میں ہے۔''

﴿لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ﴿٢٢﴾﴾ ''وہ ٹھکانہ ہے سرکش لوگوں کا۔''

دنیا میں اللہ کی خلاقی کے واضح مظاہر دیکھ لینے کے باوجود جو لوگ اللہ کے دین سے انحراف کا رویہ اختیار کیے ہوئے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ ان کا انتظار کر رہی ہے۔

﴿لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿٢٣﴾﴾ ''وہ رہیں گے اس میں قرن ہا قرن۔''

قرآن مجید کے اور بھی بہت سے مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ٹھکانا ابدی ہوگا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''یا تو جنت ہے یا جہنم جو تا ابد ہیں۔ تیسرا اور کوئی ٹھکانہ نہیں ہے''۔

﴿لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾﴾ ''وہ نہیں چکھیں گے اس میں کوئی ٹھنڈی شے اور نہ کوئی مشروب۔''

﴿اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾﴾ ''سوائے کھولتے ہوئے پانی اور بہتی ہوئی پیپ کے۔''

دنیا میں اللہ کی طرف سے انسان کے لیے ہر طرح کی نعمتوں کے انتظام کے باوجود اس کی آنکھیں نہیں کھل رہیں۔ لیکن جہنم کی شدید پیاس میں جب کھولتے ہوئے پانی اور بہتی ہوئی پیپ کے سوا کچھ نہیں ہوگا پینے کے لیے تو دنیا کی ان نعمتوں کی یاد آئے گی جن سے استفادہ کرنے کے باوجود اللہ سے سرکشی پر تلا بیٹھا تھا۔

﴿جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿٢٦﴾﴾ ''بدلہ (ان کے اعمال کا) پورا پورا۔''

یہ انسان کے اپنے کیے کا بدلہ ہوگا۔ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾﴾ ''یہ لوگ کسی حساب کتاب کی کوئی توقع نہیں رکھتے تھے۔''

اللہ کے احسانات کا شکر کرنے کی بجائے انسان آخرت سے ہی انکاری ہو گیا اور اس کی سوچ دنیا تک ہی محدود ہو گئی۔ وہ سمجھتا ہے کہ دنیا میں فائدہ نہ اُٹھایا تو زندگی ناکام اور بے مقصد ہو گی۔ آخرت کو اُس نے فراموش کر دیا۔

﴿وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾﴾ ''اور انہوں نے جھٹلا دیا تھا ہماری آیات کو دھڑلے کے ساتھ۔''

قرآن مجید کے ہر صفحے پر آخرت کا ذکر ہے اور مظاہر فطرت میں بھی کھلی نشانیاں موجود ہیں۔ ان پر توجہ سے انسان کے کردار و عمل میں زمین و آسمان کا فرق آنا چاہیے تھا۔ لیکن کوئی فرق نہیں رہا تو اس کا مطلب کھلا انکار ہی ہے۔

﴿وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿٢٩﴾﴾ ''اور ہم نے تو ہر چیز کو گن گن کر لکھ رکھا ہے۔''

انسان کا ہر عمل اور زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ محفوظ ہے۔ جسے انسان کے سامنے پیش کر دیا جائے گا تا کہ وہ یہ نہ کہہ سکے کہ اس کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔

﴿فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾﴾ ''تو اب چکھو! ہم ہرگز اضافہ نہیں کریں گے تمہارے لیے مگر عذاب ہی میں۔''

اللہ کی طرف سے عذاب میں اضافہ تو ہوگا مگر کمی کا کوئی سوال نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں واقعی وہ ایمان عطا فرمائے جو ہمارے عمل کو صحیح راستے پر ڈال سکے۔ آمین

دردِ لا دوا

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

مغرب کی غلامی میں لبرل ازم کے جرعے پیئے مسلم ممالک اور امت کے نوحے لکھتے ڈیڑھ دہائی بیت گئی۔ ایسے میں وال سٹریٹ جرنل کی ایک رپورٹ ملائیشیا کے حوالے سے ہوا کے تازہ جھونکے کی کیفیت لیے ہوئے تھی۔ ملائیشیا میں روایتی طریقوں کی جگہ لیتا سخت تر اسلام۔ رپورٹ اگرچہ جنوری کی ہے، تاہم مندرجات کی تصدیق دیگر ذرائع سے بھی ہوئی۔ ایک آزاد مملکت کی علامات جس درجے میں بھی ہیں، نہایت دل خوش کن ہیں۔ مثلاً عوامی تائید حاصل کرنے کے لیے سیاست دان باہم اسلام پسندی کے اظہار میں مقابلہ زن ہیں! اگرچہ کریڈٹ تو عوام کو جاتا ہے جو بھنگڑا باز، کھالے پی لے جی لے برانڈ نہ ہوئے۔ تاہم ہمارے ہاں تو عوامی تائید کا قضیہ نہیں، امریکی تائید کا قضیہ ہے۔ ملائیشیا یہ (آزادی کی) عیاشی اس لیے کرسکتا ہے کہ وہ معاشی طور پر مستحکم ہے، امریکہ کا دست نگر نہیں۔ (ہمارے عوام تو بیچارے دال روٹی کپڑے صاف پانی کے بحران سے نمٹیں تو سوچنے کے لائق نہیں۔) ہمارے سیاست دان امریکہ کو منہ دکھانے کے لائق بننے کے لیے لبرل ازم سیکولرازم کے ڈھول پیٹ پیٹ ہلکان ہوتے ہیں۔ یقین نہ آئے تو دھرنا کہانی دیکھ لیجیے۔ نماز کے اوقات فوت کروا کے موسیقی کے ہنگام تلے امپائروں کی انگلی کے اشارے کا انتظار رہتا ہے۔ حتیٰ کہ دیندار بھی اسلامی پاکستان کی جگہ (سوفٹ امیج قائم رکھنے کو) خوشحال پاکستان کی بات کرنے لگے ہیں۔ ملائیشیا میں ایک اہتمام شریعت کی پابند ایئر لائن کا بھی ہوا، جس میں شراب اور حرام گوشت پیش نہیں کیا جائے گا۔ فضائی میزبان خاتون باحجاب ہوگی۔ نیز ڈاکٹر اور ماہرین نفسیات، جسمانی و نفسیاتی عوارض کے لیے رجوع الی القرآن کی طرف راغب ہو رہے ہیں، جہاں پہلے موسیقی اور ڈرم علاج کے لیے استعمال کیے جانے کا رواج ہے۔

عجب معاملہ ہے کہ 61 فیصد مسلمانوں کا ملک تو اسلام کی طرف پورے اعتماد کے ساتھ شعبہ ہائے زندگی میں لوٹے۔ حجاب عام ہو خواتین میں......اور پاکستان...... ایک نظریۂ اسلام پر وجود میں آنے والی مملکت میں 95 فیصد مسلمان اقلیت متصور ہوں۔ ملک میں مظلوم ترین اقلیت باعمل مسلمانوں کو بنا دیا جائے۔ پورا نظام تعلیم امریکی املا (Dictation) پر ڈھالا جائے۔ دست بستہ سفیر جلیل عباس جیلانی امریکہ کے آگے عرض گزار ہو کہ (جناب عالی!) پاکستان اپنے تعلیمی نظام سے مسلسل اشتعال انگیز حوالہ جات، مواد نکال کر اس کی اصلاح کر رہا ہے۔ یہ اشتعال انگیز نصابی مواد کیا ہے؟ امریکی رپورٹ (USCIRF) امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی) کے مطابق جہاں ہم مسلمان مسلسل آٹا گوندھتے ملتے رہتے ہیں، تکلیف دہ امر یہ بھی ہے کہ: اسلام بارے ضرورت سے زیادہ زور اس بات پر کہ یہی دنیا کا واحد درست دین ہے نصابی کتب میں سے نکالا جانا ازبس لازم ہے۔ نیز یہ بھی تجویز کیا گیا کہ پُرامن بقائے باہمی (شام میں حلب کی آبادیوں کی مانند جسے عالمی غنڈوں کی سرپرستی میں آگ اور خون میں نہلا دیا گیا؟) اور مختلف مذہبی گروہوں کے مابین ہم آہنگی طالب علموں کو سکھائی جا سکے۔ رپورٹ (ڈان 16 اپریل) پوری ہی مذہبی آزادی کے نام پر پاکستانی نصابوں کا تیاپانچا کرنے کا حکم صادر فرماتی ہے۔ جو کیا جا بھی چکا ہے اور سفیر محترم دست بستہ صفائیاں پیش کرتے ڈومور پر بھی آمنّا وصدقنا فرما رہے ہیں۔

اسلام کے دنیا میں واحد درست دین ہونے پر امریکی رپورٹ حد درجے معترض ہے...... الدین...... زندگی گزارنے کا طریقہ (سلیقہ)، ظاہر ہے ہمارا تو مالک کائنات رب العالمین کا نازل کردہ ہے جس کی ہم تخلیق ہیں۔ ہم بندر کی اولاد تو ہیں نہیں۔ جنگلوں سے خوخیاتے تو نکلے نہیں تھے کہ تہذیب نامی اصطلاح ہی اجنبی ہو !وہ لاکھ برا مانیں لیکن کہاں ازل تا ابد تک کے علوم پر محیط آسمانی کتاب قرآن......وہ معجزہ جس میں 1400 سال میں شوشے کی تبدیلی نہ ہوئی۔ جس پر عمل پیرا ہو کر ہمارے بڑوں نے 3 براعظموں پر حکمرانی کے جھنڈے گاڑے۔ سقوط خلافتِ عثمانیہ 1924ء تک قرآن کی حکمرانی تھی۔ یہی قانون مسلم دنیا پر لاگو تھا۔ سائنس اور لہلہاتی ترقی یافتہ تہذیب کی شاندار روایت سپین اور بغداد تا قسطنطنیہ ہماری ہی تھی۔ جس میں اقلیتوں کو بے مثل بقائے باہمی، حقوق و انصاف کی فراہمی وسیع الظرف مسلم حکومتوں نے دی۔ یہ اس کے برعکس 50 سالوں میں 10 کروڑ ریڈ انڈینز کو قتل کرنے والے (مائیکل مین The Dark Side : of Democracy) ایک صدی میں ایک کروڑ مسلمانوں کا خون پینے والی عفریت کیا ہمیں مذہبی ہم آہنگی اور رواداری کے اسباق پڑھائے گی؟ ابھی تو افغانستان، عراق، فلسطین، کشمیر، برما، وسطی افریقہ، مالی، لیبیا اور خون میں نہایا شام ننھے معصوم گلاب رو بچوں کی بکھری پنکھڑیوں کا حساب باقی ہے۔ عرب بہار کو مصر میں السیسی کی بھینٹ چڑھانے، بنگلہ دیش میں اہل ایمان کی پھانسیوں والی رواداری برداشت اس پر مستزاد ہے! مغرب کے پاس صرف سائنس، ٹیکنالوجی ہے جس پر وہ بجا طور پر فخر کرسکتا ہے۔ رہی تہذیب، اقدار، اخلاق، نظریہ، طرز زندگی......تو اس اعتبار سے وہ کلیتاً تہی دست، تہی دامن ہے...... معاشرتی سطح پر دنیا کی رہنمائی سے دست بردار ہو جائے۔ گلوبل آبادیوں کو معاف ہی رکھے! ٹوٹے خاندانوں پراگندہ رشتے، گرتی شرح آبادی، خانہ بربادی، والدین کی محبت سے محروم بچے......نرسریوں آیاؤں، ڈے کیئر کی میکانکی زندگی میں جیسے تیسے تشنہ رو خالی ایاغ پروان چڑھتی نسلیں...... بڑھاپے میں رلتے والدین۔ عورت صرف ایک دل بہلاوا......بے قرار مردوزن......Gender Fluid دنیا کی وہ نرالی جنس جو کبھی مرد ہونے سے بے زار ہو کر عورت بنتی ر بنتا ہے۔ اور کبھی عورت ہونے سے بے زار ہو کر مرد بنتا ر بنتی ہے! کیا ہم مسلمان اپنے ممالک کی باگیں تمہارے ہاتھوں میں تھما کر مخبوط الحواس ہو جائیں؟ ذرا دیکھو تو! یہ لندن ہے۔ تاج برطانیہ کا نگینہ! جہاں واکس ہال آرچس میں باکسنگ جم ہے۔ یہاں شہر کے شرفاء!!) خوبصورت ماڈل

پہلوان خواتین سے پیسے دے کر مار کھانے تشریف لاتے ہیں! یہ ہے عورت کی آزادی، برابری اور مقام کی معراج جس کے سہانے خواب دکھا دکھا کر ہمارے نجی سکولوں یونیورسٹیوں کی لڑکیوں کو ورغلایا جاتا ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں۔ جگر تھام کر، حیا سنبھال کر مغربی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق کا حال بھی ملاحظہ ہو۔ برطانیہ کی یونیورسٹی آف بیڈفورڈ شائر کے ماہرین کی یہ تحقیقاتی رپورٹ برٹش سائیکالوجیکل سوسائٹی کی کانفرنس میں پیش کی گئی۔ یونیورسٹیوں (اعلیٰ ترین تعلیمی اداروں) کے 64 طلبہ، جن کی اوسط عمر 21 سال تھی (مغرب کا مکھن) کو مختلف خواتین کی تصاویر دکھا کر نتیجہ مرتب کیا گیا۔ پسندیدگی میں عورت کی درجہ بندی...... ذہانت، وفاداری، شخصیت اور اخلاقیات کے اعتبار سے فحش لباس پہننے والی خواتین سرفہرست قرار دی گئیں۔ طے پایا کہ خواتین کو زیادہ عقلمند (!) نظر آنے کے لیے ایسا ہی عریاں لباس (جو لباس کے نام پر تہمت ہو) زیب تن کرنا چاہیے۔ یہ ہے سیکولرازم لبرل ازم کی گود میں پلی نفسیات کے ابلیسی رسول فرائڈ کے پیروکاروں کا مبلغ علم! انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ مغرب کے نصاب بدلنے کا اذن ہمیں دیا جائے تا کہ انسان تربیت پا سکیں۔ تہذیب، اقدار، حیا یوں منہ چھپائے روتی نہ پھرے! وگرنہ یہ ہے تمہارے علم اور حقوق نسواں کا مآل! ہمارے نصابوں کو اسی علمی معراج پر پہنچانے کے سارے انتظامات ہو چکے۔ تاہم نجانے کیوں برسرزمین اس کے نتائج سامنے آتے ہیں تو سب ہی بلبلا اٹھتے ہیں؟ لبرل سیکولر ایجنڈوں کے تحت تحریک انصاف کے موسیقی بھرے جلسے ملاحظہ ہوں۔ اقبالؒ نے کہا تھا...... گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقین سے! یہاں اخباری خبر عین یہی تھی کہ جوانوں کا لہو ڈی جے نے گرمایا...... مگر موسیقی کی سرتال سے! لیکن جب یہ سرتال لیے خواتین کے شامیانے میں جا گھسے تو بڑے بڑے لبرلز تنگ نظر دقیانوسی ہو کر سراپا احتجاج بن گئے......؟ غیرت کے حیران کن مظاہرے ہوئے۔ تحریک انصاف نے سختی سے اس کا نوٹس لیا۔ ہم نے تو بہر حال شکر ہی ادا کیا کہ غیرت فی الحال زندہ تو ہے۔ تمام تر رینڈ کارپوریشنی محنتوں کے باوجود! ذرا ٹھہر جائیے...... لبرل ازم کا انجام اور منازل مغرب میں دیکھ کر فیصلہ کیجیے۔

ایسا نہ ہو یہ درد بنے دردِ لادوا
ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کر سکو

☆☆☆☆

50 سے زائد مختلف مضامین پر 20 اہل علم ومدرسین سے استفادے کا نادر موقع......!

مرکزی شعبۂ تعلیم وتربیت، تنظیمِ اسلامی پاکستان کے تحت
ناگزیر علمِ دین اور درسِ قرآن کے لیے درکار بنیادی علوم کی تحصیل کے لیے

تیس 30 روزہ قرآنی تربیت گاہ

برائے مدرسینِ تنظیمِ اسلامی

کا انعقاد

20 شعبان المعظم تا 20 رمضان المبارک 1437ھ
(بمطابق 27 مئی تا 25 جون 2016ء)
قرآن اکیڈمی یٰسین آباد کراچی میں کیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ

مضامین تدریس
* علوم قرآن (53 گھنٹے) * متعلقاتِ دورہ ترجمہ قرآن (68 گھنٹے)
* علوم حدیث (22 گھنٹے) * علومِ فقہ (10 گھنٹے) * علومِ عقیدہ (17 گھنٹے)
* علومِ تزکیہ واحسان (15 گھنٹے) * فکری وتحریکی لٹریچر (24 گھنٹے) * دیگر (9 گھنٹے)

اہلیت برائے داخلہ
* ملتزم رفیق (جو درس وتدریس سے وابستہ ہوں) * بنیادی عربی گرامر وترجمہ قرآن سے واقفیت

داخلے کا طریق کار
* داخلہ فارم تنظیم کی ویب سائٹ یا دفتر حلقہ سے حاصل کریں اور مورخہ 22 مئی 2016ء تک مقامی امیر اور امیر حلقہ کی سفارشات کے ساتھ مرکزی شعبۂ تعلیم وتربیت کو بذریعہ ڈاک یا ای میل markaz@tanzeem.org پر ارسال کریں۔
* داخلے کے حتمی فیصلے کا اختیار مرکزی شعبۂ تعلیم وتربیت کے پاس محفوظ ہے۔

تفصیلات کے لیے رابطہ فرمائیں
* جناب اشفاق ندیم (مرکزی شعبۂ تعلیم وتربیت)
(موبائل: 0332-4178275، ای میل: markaz@tanzeem.org)
* جناب حارث احمد (قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، کراچی)
(موبائل: 0300-2225354، ای میل: haris@quranacademy.com)

نوٹ: تعلیمی مواد کی فراہمی اور قیام وطعام کے اخراجات ادارے کے ذمہ ہوں گے،
واضح رہے تربیت گاہ میں دستیاب نشستوں کی تعداد فقط پچاس (50) ہے۔

المعلن
مرکزی شعبۂ تعلیم وتربیت، مرکز تنظیم اسلامی، گڑھی شاہو، لاہور
042-36316638 36366638

پاکستان امریکہ سے جتنے بھی معاہدے کر لے وہ کبھی بھی پاکستان کا ایسا اتحادی نہیں بن سکتا کہ پاکستان کی سلامتی کو کوئی خطرہ لاحق ہو تو وہ پاکستان کی مدد کو آئے: ایوب بیگ مرزا

اسلام کی فطری تعلیمات اور امت مسلمہ کی رائے کے برعکس مؤقف معاشرے میں بگاڑ، فساد اور انتشار کا باعث ہوگا: شجاع الدین شیخ

پاکستان کے خلاف امریکہ کے بدلتے ہوئے تیور، پانامہ لیکس اور اپوزیشن کے 15 نکاتی ٹی او آرز اور جاوید احمد غامدی کے افکار و نظریات کے موضوعات پر حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

پاکستان کے خلاف امریکہ کے بدلتے ہوئے تیور

سوال: پاکستان اور امریکہ کے تعلقات smooth انداز سے چل رہے تھے۔ لیکن پچھلے دنوں انڈیا کی طرف سے چند معاہدوں کا گرین سگنل ملنے پر امریکہ کے پاکستان کے ساتھ تیور بدلنے شروع ہو گئے ہیں اور امریکہ نے پاکستان کو F-16 طیارے دینے سے بھی انکار کر دیا ہے، حالانکہ یہ معاہدہ تحریری طور پر ہوا تھا۔ آپ کے خیال میں اس ساری صورتحال کے پیچھے کہانی کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: حقیقت یہ ہے کہ تاریخی اعتبار سے اگر آپ پاک امریکہ تعلقات کا جائزہ لیں تو آغاز ہی سے ان تعلقات میں خلوص نہیں بلکہ منافقت نظر آتی ہے۔ 60ء کی دہائی میں جب پاکستان سیٹو اور سینٹو کا ممبر تھا اور ان معاہدوں کی وجہ سے امریکہ پاکستان کے انتہائی قریب تھا' اس وقت اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ نے پاکستان کو بہت فوجی اور اقتصادی امداد دی لیکن جب بھی پاکستان پر کوئی مشکل وقت آن پڑا کہ پاکستان کو امریکہ کی حقیقی امداد کی ضرورت پڑی تو امریکہ نے ہمیشہ منہ پھیر لیا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک دور میں ہندچینی بھائی بھائی کے نعرے لگتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہندچینی بھائی بھائی سے جو دشمن بنے تو اس میں بھی امریکہ کا ہاتھ تھا۔ امریکہ نے انڈیا کو اپنی طرف کھینچ لیا جس وجہ سے چائنہ اس کا دشمن ہوا۔ 1962ء میں جب انڈیا اور چائنہ کی جنگ ہوئی تو امریکہ نے انڈیا کو بے شمار اسلحہ دیا۔ حالانکہ پاکستان چیخ و پکار کرتا رہا کہ آپ ہمارے اتحادی ہو کر اسلحہ ہمارے دشمن کو دے رہے ہیں لیکن امریکہ نے پاکستان کی ایک نہ سنی۔ اگرچہ بھارتی فوجی جوتیاں چھوڑ کر محاذ سے فرار ہوئے لیکن امریکہ نے بھارت کی مدد میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ پھر جب 65ء کی پاک بھارت جنگ ہوئی تو اس وقت بھی حالانکہ امریکہ ہمارا اتحادی تھا لیکن پاکستان کی مدد کرنے کی بجائے دونوں ممالک (انڈیا اور پاکستان) کو اسلحہ کی فراہمی پر پابندی کا اعلان کر دیا۔ اس وقت انڈیا تو امریکہ کا اتحادی تھا ہی نہیں، وہ اسلحہ روس سے لیتا تھا۔ گویا اس آڑے وقت میں امریکہ نے یہ پابندی صرف پاکستان پر لگائی۔ کیونکہ پاکستان امریکہ کا اتحادی تھا اور ہمارا کلیتاً انحصار امریکہ پر تھا۔ اس کے نتیجے میں ہمارا بہت سا اسلحہ پرزوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے بے کار ہو گیا۔ امریکہ کا ایسا رویہ ہمارے ساتھ رہا ہے۔ لہٰذا ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ امریکہ ہمارا فطری اتحادی ہے ہی نہیں اور جو اتحاد غیر فطری ہو وہ کبھی چلا نہیں کرتا۔

سوال: بعض تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے پاکستان اور امریکہ کے تعلقات میں جب کشیدگی یا تناؤ آتا ہے تو اُس عرصہ میں پاکستان بہت ترقی کرتا ہے۔ کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان میں 60ء سے لے کر 70ء تک صنعتی ترقی کا دور تھا لیکن اس دوران تو پاکستان کی امریکہ سے دوستی تھی۔ البتہ اس حوالے سے یہ بات درست ہے کہ امریکہ سے کشیدگی اور تناؤ کے دنوں میں پاکستان کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لیے بہتر موقع مل جاتا ہے۔ مثلاً 1998ء میں ایٹمی دھماکے کرنے پر امریکہ نے پاکستان پر ہر قسم کی پابندی لگا دی تھی۔ لیکن الحمد للہ پاکستان سعودی عرب کے تعاون سے اس بحران سے نکل آیا۔ لیکن امریکہ کسی موقع پر بھی پاکستان کو دھوکا دینے سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں چھوڑتا۔

سوال: سرتاج عزیز صاحب کا بیان آیا ہے کہ اگر F-16 کی خریداری کے حوالے سے امریکہ سے فنڈنگ کا معاملہ حل نہ ہوا ہم متبادل آپشنز بروئے کار لائیں گے۔ آپ کے خیال میں یہ متبادل آپشنز کیا ہو سکتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: یہ محض ایک سیاسی بیان ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ عوام کو تسلی دینے والی بات ہے۔ دیکھئے! F-16 صرف امریکہ بناتا ہے۔ انہیں یوں کہنا چاہیے تھا کہ ہم امریکہ سے انکار کی صورت میں پرانے F-16 حاصل کر لیں گے جیسے چند سال پہلے اردن سے حاصل کیے تھے۔ لیکن کوئی بھی دوسرا ملک امریکہ کی مرضی کے بغیر پاکستان کو F-16 نہیں دے گا۔

سوال: انڈیا سے ممکنہ معاہدوں کے بعد امریکہ نے پاکستان کے ساتھ جو تیور بدلے ہیں اس کے پس پردہ کہانی کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں اس سے اتفاق نہیں کرتا کہ امریکہ کے تیور کبھی پاکستان کے ساتھ ٹھیک تھے جو اب بدل گئے ہیں۔ ہاں البتہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کے اصلی رویے میں اب شدت آئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ نے کبھی بھی، کسی بھی موقع پر پاکستان کے ساتھ دوستی کا حق نہیں نبھایا حالانکہ پاکستان کا رجحان ہمیشہ امریکہ کی طرف اور انڈیا کا سوویت یونین کی طرف رہا۔

سوال: یہ بات ضرور آپ کے علم میں ہوگی کہ امریکہ پچھلے دس سال سے انڈیا سے ان معاہدوں کی کوشش کر رہا تھا۔ اب انڈیا نے اسے گرین سگنل دیا ہے اور پاکستان سے اس کی محتاجی کم ہو گئی تو اس نے پاکستان کو آنکھیں دکھانا شروع کر دی ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح پاکستان امریکہ کی گود میں تھا اب اسی طرح انڈیا امریکہ کی

گود میں چلا گیا ہے اور غیر جانبداری کا جو نقاب انڈیا نے اوڑھا ہوا تھا وہ اس نے خود ہی نوچ کر پھینک دیا ہے۔ اس لیے امریکہ محسوس کر رہا ہے کہ چائنہ، پاکستان، ایران اور افغانستان کا محاصرہ کرنے کے لیے جو مدد انڈیا کر سکتا ہے وہ پاکستان نہیں کر سکتا۔ اصل میں وہ فطری دوست انڈیا کا ہی ہے۔ ہم نے یہی غلطی کی ہے کہ ایک غیر فطری اتحاد میں بندھے جا رہے تھے ہمیں اس اتحاد میں نہیں آنا چاہیے تھا۔ پاکستان امریکہ سے چاہے جتنے بھی معاہدے کر لے لیکن کبھی وہ اس طرح کا فطری اتحادی نہیں بن سکتا کہ اگر پاکستان کی سلامتی کو کوئی خطرہ لاحق ہو جائے تو وہ پاکستان کی مدد کرے گا۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ اس کی ایک وجہ اور بھی ہے کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت اسرائیل کو بہت کھٹکتی ہے اور امریکہ اسرائیل کی سیکیورٹی اپنی سیکیورٹی سے زیادہ کرتا ہے کیونکہ امریکی طوطے کی جان اسرائیل کے قبضے میں ہے اور اگر اسرائیل کو کچھ ہو جائے تو امریکہ کے لیے بہت بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے۔ اسرائیلی وزیر اعظم کا یہ بیان آن دی ریکارڈ ہے کہ ''ہم جب چاہیں نیو یارک میں آگ لگا دیں اور وہ آگ بجھنے نہ پائے گی۔'' یعنی وہ اسے اقتصادی طور پر دیوالیہ کر دیں گے۔ کیونکہ نیو یارک امریکہ کی سب سے بڑی ریاست ہے۔ اسی وجہ سے اسرائیل کی یہ کوشش ہے کہ یا تو پاکستان اس کے ساتھ تعلقات بنا لے یا پھر امریکہ کے ذریعے اسے دبا دے یا ختم کر دے۔ اسرائیل کی یہ پالیسی امریکہ کو جاری رکھنی پڑتی ہے۔ اہم بات یہ بھی ہے کہ خطے کے حالات جس طرح کے بنتے چلے جا رہے ہیں، امریکہ یہ چاہتا ہے کہ چائنہ کو بالکل Isolate کر دیا جائے اور اس کے لیے وہ بھارت سے سو فیصد تعاون حاصل کر چکا ہے۔ کیونکہ بھارت اسے تعاون دینے کے لیے تیار ہے۔ اسے ایران کے تعاون کی بھی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایران اس سے تعاون کرے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ پاکستان بھی اس حوالے سے امریکہ کے ساتھ تعاون کرے۔ لیکن میرے خیال میں ہماری فوج تیار نہیں ہے کہ وہ خطے میں ایسی صورتحال پیدا کرے کہ امریکہ کو چائنہ کا محاصرہ کرنے میں آسانی ہو۔ اسی لیے امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان اور بھارت کی دشمنی دوستی میں بدل جائے۔ چاہے باہمی تنازعات حل ہوں یا نہ ہوں مگر یہ دوست ضرور بنیں۔ وزیر اعظم نواز شریف کا رجحان بھی اسی طرف ہے اور انہوں نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا تھا کہ انڈیا کو تجارت کے لیے پاکستان سے راستہ دے دیا جائے۔ لیکن اس مسئلے پر فوج کا نقطہ نظر بالکل مختلف ہے۔ فوج کسی قیمت پر بھی انڈیا سے دوستی کا معاملہ نہیں کرنا چاہتی۔

سوال : کیا ہماری فوج انڈیا سے دشمنی برقرار رکھنا چاہتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا : دشمنی نہ سہی لیکن کم از کم ہم انڈیا سے فاصلے پر رہیں۔ لہٰذا فوج کسی صورت میں یہ تسلیم نہیں کرے گی کہ انڈیا کی پاکستان کے راستے افغانستان میں تجارت ہو یا باہمی تنازعات کے حل کے بغیر دوستی ہو لہٰذا پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ امریکہ کو پاکستان کی عسکری قیادت کا تعاون حاصل نہیں بلکہ سول قیادت کا تعاون حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ امریکہ نواز شریف کو بہت سپورٹ کر رہا ہے اسی لیے نواز شریف اپنے آپ کو بڑا مضبوط سمجھ رہے ہیں۔ لہٰذا خطے کی صورت حال اب یہ ہے کہ یہ کشمکش ہماری فوج اور امریکہ کے درمیان ہے۔ اسی وجہ سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ افغانستان ہمارے اوپر کھل کر حملے کر رہا ہے۔ عبداللہ عبداللہ نے امریکہ ہی کی خواہش پر پاکستان کا دورہ کینسل کر دیا ہے۔

> معروف امریکی تھنک ٹینک P.E.W کے ریسرچ سنٹر کی سروے رپورٹ کے مطابق 78 فیصد پاکستانی ملک میں اسلام اور قرآنی تعلیمات کا نفاذ چاہتے ہیں۔

سوال : امریکہ پاکستان کے ساتھ تعلقات پر ابھی جو Stance لے رہا ہے اس سے پاکستان اور چائنہ کا سی پیک منصوبہ تو کہیں متاثر نہیں ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا : متاثر تو ہو سکتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ نواز شریف اس معاملے میں رسک لینے کو تیار نہیں ہیں جبکہ فوج رسک لینے کے لیے تیار ہے اور اس نے ایک نئی ڈویژن قائم کی ہے جو عام ڈویژنوں سے بڑی ہے اور اس کا کام صرف سی پیک منصوبے کی حفاظت کرنا ہے۔ اس معاملے پر سیاسی قیادت اور فوجی قیادت میں کشیدگی بڑھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب گورنر ہاؤس میں نواز شریف سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا فوج اور حکومت ایک پیج پر ہیں تو انہوں نے جواب دینے کے بجائے کہا کہ اس کا جواب سعد رفیق دیں گے اور سعد رفیق نے کہا کہ مائیک خراب ہو گیا ہے یعنی اس سوال کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس معاملے میں کشیدگی بہت بڑھ چکی ہے اور یہ کشیدگی سی پیک معاہدے پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔

سوال : اس کشیدگی کے پیچھے کیا عوامل ہیں؟

ایوب بیگ مرزا : بالکل سیدھی سی بات ہے کہ نواز شریف کی خواہش ہے کہ پاکستان میں اگر میری حکومت ہے تو تمام طاقت اور اختیار بھی میرے پاس ہونی چاہیے۔ ایک لحاظ سے یہ خواہش غلط نہیں ہے لیکن انہیں دیکھنا چاہیے کہ پاکستان میں جمہوریت ابھی اتنی مضبوط نہیں ہے اور عوام میں ان کی جڑیں بھی اتنی مضبوط نہیں ہیں۔ اگر آپ اس خطے کے ایک مضبوط ادارے فوج کے ساتھ کھلم کھلا محاذ آرائی کریں گے تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا۔ اصل کہانی یہ ہے کہ نواز شریف چاہتے ہیں کہ انڈیا کے ساتھ تمام تنازعات سے لاتعلق ہوتے ہوئے دوستی کر لیں تاکہ فوج کو مضبوط کرنے کی ضرورت نہ پڑے اور فوج یہ محسوس کر رہی ہے کہ ہمیں کمزور کیا جا رہا ہے لہٰذا وہ مزاحمت کر رہی ہے۔

پانامہ لیکس اور اپوزیشن کے 15 نکاتی TORs

سوال : پانامہ لیکس کے حوالے سے اپوزیشن جماعتوں نے مل کر مشترکہ TORs پر مشتمل 15 نکاتی ایجنڈا تشکیل دیا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اس ایجنڈے پر حکومت اور اپوزیشن کے درمیان اتفاق رائے ہو پائے گا؟

ایوب بیگ مرزا : حکومت نے اعلان تو کیا ہے کہ ہم اپوزیشن کے ٹی او آرز پر مذاکرات کے لیے تیار ہیں لیکن اپوزیشن نے جس طرح کے ٹی او آرز بنائے ہیں کہ جن میں نواز شریف اور ان کی فیملی کو فوکس کیا گیا ہے، مذاکرات کامیاب ہونے مشکل ہیں۔ اپوزیشن کے ٹی او آرز میں واضح ہے کہ وزیر اعظم اور ان کے خاندان کے افراد کا احتساب کس طرح ہوگا اور 4 ماہ میں مکمل ہوگا۔ دیگر آف شور کمپنیوں کے مالکان کا احتساب بھی ایک سال کے اندر اندر مکمل ہوگا۔ یہ بات فطری اور صحیح ہے۔ ہمیشہ حکمران کا احتساب پہلے ہوتا ہے، ہونا چاہیے اور ہوگا بھی۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ کسی اور سے شروع کر لیں تو یہ احمقانہ بات ہوگی۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اگر ایک سربراہ حکومت ایک روپیہ چوری کرتا ہے اور ایک عام شہری ایک لاکھ روپے چوری کرتا ہے قانون کی نظر میں تو دونوں چوریاں ہیں۔ سزا دونوں کو ملنی چاہیے لیکن ایک روپے پر سزا پہلے ملنی چاہیے اور بڑی بھی ملنی چاہیے کیونکہ یہ چوری حکمران نے کی ہے۔ لہٰذا یہ بات اپوزیشن کی بالکل درست ہے۔ دنیا میں اسی طرح ہوتا ہے۔ مثلاً سارا امریکہ جھوٹ بولتا ہے لیکن نکسن نے ایک جھوٹ بولا اور اس کے ساتھ بدنام زمانہ سلوک ہوا۔ اسی طرح پورے مغرب میں Sex کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن کلنٹن کا سکینڈل سامنے آیا تو اس کی ناک رگڑوا دی گئی اور اس نے معافی مانگی۔ لہٰذا جرم کے معاملے میں سب سے پہلے سربراہ حکومت کو سزا ملے گی اور بڑی بھی ملے گی۔

سوال :وزیراعظم کا موقف دیکھیں!انہوں نے پانامہ لیکس پر کمیشن بنانے کے لیے چیف جسٹس کو خط لکھا،خود کو اوراپنے خاندان کو احتساب کے لیے پیش کیا اور پھر یہاں تک کہہ دیا کہ ایک پائی کی کرپشن بھی ثابت ہوجائے تو میں اس کو عزت کا مسئلہ نہیں بناؤں گا بلکہ میں گھر چلا جاؤں گا۔اتنی زیادہ اچھی آفرز کے باوجود اپوزیشن ہنگامہ آرائی کر رہی ہے۔کیا اپوزیشن کا ایسا رویہ ملک وقوم کے مفاد میں ہے؟

ایوب بیگ مرزا:یہ جو آفر ہے یہ قطعی طور پر اچھی نہیں ہے۔جوٹی او آرز انہوں نے بنائے تھے ان کے مطابق بعض لوگ کہتے ہیں تحقیقات کے لیے 50 سال لگ سکتے ہیں اور بعض کے مطابق ایک صدی بھی لگ سکتی ہے۔

سوال :انہوں نے یہ بھی تو کہا ہے کہ چیف جسٹس صاحب ان ٹی او آرز کو تبدیل کر سکتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا :دیکھئے ہمارے وزیراعظم کو مختلف معاملات میں قانون کا علم ہی نہیں ہوتا۔انہیں پتا ہی نہیں کہ جس ایکٹ(56ء) کے تحت وہ کمیشن بنا رہے ہیں اس کے تحت چیف جسٹس ٹی او آرز تبدیل کر ہی نہیں سکتا۔اگر چیف جسٹس کوئی تبدیلی کرنا چاہتے ہیں تو اس صورت میں ایک نیا قانون بنانا پڑے گا۔دوسری بات یہ کہ وزیراعظم نے چیف جسٹس کو سربراہ تو مقرر کر دیا لیکن اپنے خط میں یہ واضح کیا ہی نہیں کہ باقی ممبران کون چنے گا۔یہ بات گول کر دی گئی۔ایک اور بات یہ ہے کہ 56ء کے ایکٹ کے تحت وزیراعظم جب چاہے کمیشن کی کارروائی روک سکتا ہے۔لہٰذا جب وہ دیکھیں گے کہ تحقیقات کا معاملہ میرے خلاف جا رہا ہے تو وہ اس پورے پراسس کو ہی روک دیں گے۔پھر اس ایکٹ کے تحت جوڈیشل کمیشن پابند ہے کہ وہ اپنی رپورٹ صرف حکومت کو ہی پیش کرے گا اور اس حوالے سے سانحہ ماڈل ٹاؤن پر بنائے گئے پنجاب حکومت کے جوڈیشل کمیشن کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔

سوال : ایک اچھی خبر یہ ہے کہ ایک معروف امریکی تھنک ٹینک P.E.W کے ریسرچ سنٹر جو 1940ء سے کام کر رہا ہے نے اپنی ایک سروے رپورٹ میں کہا ہے کہ 78 فیصد پاکستانی ملک میں اسلام اور قرآنی تعلیمات کا نفاذ چاہتے ہیں۔یہ پاکستان کے حوالے سے ایک بڑی اچھی خبر تھی۔لیکن ہمارا الیکٹرانک میڈیا ادھر اُدھر کی سروے رپورٹیں دکھاتا رہتا ہے لیکن اسلام اور پاکستان کے حوالے سے اتنی اہم رپورٹ کسی ایک پاکستانی ٹی وی چینل نے نہیں چلائی۔اس پر آپ کیا کہیں گے؟

ایوب بیگ مرزا :آپ کی بات بالکل درست ہے۔اس رپورٹ کے مطابق 78 فیصد پاکستانی تو قرآن وسنت کی تعلیمات کو سختی سے نافذ کرنا چاہتے ہیں جبکہ 16 فیصد وہ ہیں جو قرآن وسنت کی تعلیمات کو نافذ کرنا چاہتے ہیں اگرچہ وہ اتنی سختی کے قائل نہیں۔ان کا رجحان بھی اسلامی ہے۔صرف 2 فیصد لوگ ایسے ہیں جو اسلام کا نفاذ نہیں چاہتے۔اس سے یہ بات بالکل کلیئر ہوجاتی ہے کہ ہمارے میڈیا پر خاص طور پر الیکٹرانک میڈیا پر یہ 2 فیصد سیکولر لوگ قبضہ جمائے ہوئے ہیں اور جس جمہوریت کا یہ ڈھول پیٹتے رہتے ہیں اس کے بارے میں بھی یہ منافقت کا اظہار کرتے ہیں۔اس لیے کہ اگر یہ 98 فیصد لوگوں کی رائے ہے تو جمہوریت

> **لبرل پاکستان میں مغرب جیسی تہذیب چاہتے ہیں جہاں والد کا نام پیدائشی سرٹیفکیٹ اور نکاح فارم سے نکالا جا رہا ہے۔کیونکہ اُس کا پتا ہی نہیں کہ کون ہے۔**

کے اصول کے تحت بھی اسے کھل کر اور بڑے واضح انداز میں عوام کے سامنے لانا چاہیے تھا۔لہٰذا میڈیا کی طرف سے یہ انتہائی بددیانتی کا مظاہرہ ہے اور ہمارے حکمران طبقے یعنی سیاسی جماعتوں کی طرف سے بھی اسے میڈیا پر نہیں لایا گیا۔اپوزیشن کی طرف سے بھی ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی کہ عوام یہ چاہتے ہیں لہٰذا ایسا ہی کرو۔اس کے برعکس یہاں تو یہ ہورہا ہے کہ ممتاز قادری شہید کا لاکھوں کی تعداد پر مشتمل جنازہ دکھایا نہیں جاتا لیکن ایک ماڈل گرل پیسے باہر لے جاتے ہوئے پکڑی جائے تو اسے روزانہ کی شہ سرخیوں میں رکھا جاتا ہے۔لہٰذا اس طبقے کی ترجیحات ہی مختلف ہیں۔

جاوید احمد غامدی کے افکار ونظریات

سوال :شجاع الدین شیخ!معروف اسلامی اسکالر جاوید احمد غامدی صاحب جو نئے نئے نظریات متعارف کراتے رہتے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ ملاقات کے وقت عورت اور مرد کے ہاتھ ملانے یعنی Shake hand میں کوئی حرج نہیں ہے۔شریعت کی رو سے ان کا یہ تازہ ''فرمان'' کس حد تک درست ہے؟

شجاع الدین شیخ :پہلی بات یہ ہے کہ جاوید غامدی صاحب کے تفردات،ان کی آراء وقتاً فوقتاً جو سامنے آرہی ہیں وہ پوری اُمت کے اجتماعی موقف سے متضاد ہوتی ہیں۔جہاں تک مرد اور عورت کے ہاتھ ملانے کا تعلق ہے تو اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی واضح حدیث بھی موجود ہے۔آپ ؐ نے فرمایا کہ ''کوئی تمہارے سر میں کیل ٹھونک دے اس کو تو گوارا کر لینا لیکن تم نامحرم کو چھوؤ یا وہ تمہیں چھوئے اس کو کبھی گوارا نہ کرنا''۔لیکن غامدی صاحب کا حدیث و سنت کے حوالے سے عجیب موقف ہے۔پوری اُمت کا اجماع ہے کہ قرآن وحدیث دونوں اتھارٹی ہیں مگر غامدی صاحب اس کے برعکس اپنی رائے پیش کر رہے ہوتے ہیں۔انہوں نے یہ بات بھی بیان فرمائی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پسند نہیں کیا اور آپ ؐ خواتین سے کپڑا پکڑ کر بیعت لیتے تھے۔ہمارا سادہ سا سوال ہے کہ اس حوالے سے اللہ کے پیغمبرؐ یا خلفائے راشدین کی کوئی مثال پیش کر دی جائے،اُمت کی 14 صدیوں کی تاریخ سے ایسا ثابت کر دیا جائے۔جو متفق علیہ اُمور کو بیان کرنے والے علمائے اُمت واسلاف ہیں ان کے ہاں کہیں آپ کو اس طرح کی رائے نہیں ملے گی۔غامدی صاحب قرآن پاک کے حوالے بھی دیتے ہیں۔قرآن مجید میں سورۃ النور کی آیت :30 میں مردوں کو حکم ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ یہ نگاہوں کی حفاظت بھی بہت قیمتی معاملہ ہے۔جو قرآن اور دین حیا کی حفاظت کی خاطر نگاہوں کی حفاظت کی تعلیم دے رہا ہے وہ کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ نامحرم مرد اور عورت ایک دوسرے سے ہاتھ ملائیں۔

سوال : غامدی صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ لڑکا اور لڑکی اگر صرف یہ اعلان کر دیں کہ ہم میاں بیوی ہیں تو ایجاب و قبول ان کے نکاح کے لیے کافی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مردوں کو ریشم اور سونا پہننے کی بھی اجازت دے دی ہے۔اس حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

شجاع الدین شیخ :یہ اصل میں مغرب سے مرعوبیت اور مغرب کی غلامی والی کیفیت کا اظہار ہے کہ ہم چاہتے ہیں مغرب سے آنے والی ہر شے کو اسلام کے فریم میں فٹ کرنے کی کوشش کی جائے۔جبکہ فقہائے اُمت کی بہت بڑی تعداد اللہ کے پیغمبرؐ کی حدیث کو جس میں ولی کا ذکر آیا ہے نکاح کے لیے لازمی شرط قرار دیتی ہے اور پھر اللہ کے رسول ﷺ کی واضح حدیث ہے کہ

((اعلنوا ھذا النکاح)) ''نکاح کا اعلان عام کرو''

فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں مسجد نبوی میں پڑھایا۔اُمت کے اسلاف اور علماء کا اتفاق ہے کہ نکاح گواہوں کی موجودگی میں ہوگا۔یہ کوئی گڈے گڈی کا کھیل نہیں ہے کہ جس کو ہم کھیل تماشا بنالیں۔جاوید غامدی نے غالباً کسی یونیورسٹی کے آڈیٹوریم میں یہ بات کہی ہے۔آپ ذرا اس کے اثرات پر غور فرمائیے کہ ہمارے کالجز اور یونیورسٹیز کے سیکولر سیٹ اپ

میں اگر اس طرح کی آراء پیش کردی جائیں تو ایک ہفتے بعد کیا ہونے لگے گا۔ ہر کمرے سے ایک لڑکا لڑکی نکلیں گے اور کہیں گے کہ ہم میاں بیوی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہمارا دین ایک پورا مزاج دیتا ہے۔ نکاح خاندان کا ایک بنیادی یونٹ ہے۔ بڑوں کی سرپرستی، موجودگی، اجازت اور ان کو ساتھ لے کے چلنا، یہ پورا Scenario ہمارے دین نے ہمیں دیا ہے۔ یہ تو مغرب کی آزاد تہذیب ہے جہاں والد کا نام پیدائشی سرٹیفکیٹ اور نکاح فارم سے نکالا جا رہا ہے۔ کیونکہ والد کا پتا ہی نہیں ہے کہ وہ کون ہے اور وہاں پر یہ نعرے لگتے ہیں کہ we are living together, we are not married. اور اسی حالت میں 4 بچے بھی (معاذ اللہ) پیدا کر دیں۔ اس تناظر میں دیکھئے کہ اگر اس طرح کی پھلجھڑیاں چھوڑی جائیں گی تو ہمارا معاشرہ بھی یورپ کی ڈگر پہ چل پڑے گا۔ جبکہ دین اسلام خاندان کو پروٹیکشن دینا چاہتا ہے، خاندان کو مضبوط کرنا چاہتا ہے تاکہ معاشرہ مضبوط ہو۔ اس کے لیے ہمارا دین ولی اور گواہوں کی موجودگی کو لازم قرار دیتا ہے۔ دین اسلام کی ان فطری تعلیمات اور پوری اُمت کی اجتماعی رائے سے ہٹ کر ایسی باتیں بیان کرنا اور دین کا حلیہ بگاڑ کر پیش کرنا معاشرے میں بگاڑ، فساد اور انتشار کا باعث تو بنے گا، مغربی بے خدا تہذیب کو پروموٹ کرنے کا باعث تو بنے گا لیکن دین اسلام کی خدمت کا باعث ہرگز نہیں بن سکتا۔

رہی بات مردوں کے ریشم اور سونا پہننے کی تو اس سے سنت اور حدیث کا بالکل انکار دکھائی دیتا ہے۔ ہمارا میڈیا جاوید غامدی کی پرفتن آراء کو تو بڑھا چڑھا کر پیش کر سکتا ہے لیکن حضور ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کو کبھی ذکر میں نہیں لائے گا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ''عنقریب میری اُمت چار باتوں کو حلال کر لے گی۔ شراب، مردوں کے لیے ریشم، مردوں کے لیے سونا اور آلات موسیقی''۔ غامدی صاحب آلات موسیقی کو تو پہلے ہی حلال کر چکے ہیں اور اب انہوں نے ریشم اور سونا بھی حلال کر لیا ہے۔ صرف شراب رہ گئی ہے چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی کے مصداق شاید اس کو بھی عنقریب حلال کر لیں۔ معمولی سی فکر رکھنے والا فرد بھی بخوبی جان سکتا ہے کہ یہ کوشش صرف لبرل ازم اور آزادی کے نعرے پروان چڑھانے کے لیے ہو رہی ہے خواہش یہ ہے کہ ہم جو چاہیں کریں، ہم پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ یہی مغرب چاہتا ہے، یہی شیطانی تہذیب چاہتی ہے اور جاوید غامدی جیسے لوگ ہمارے معاشرے میں اسی بات کو پروموٹ کر رہے ہیں۔

سوال: جاوید غامدی جیسے ''روشن خیال'' سکالرز کو ہمارا الیکٹرانک میڈیا اتنی پروجیکشن کیوں دیتا ہے؟

شجاع الدین شیخ: پہلی بات یہ ہے کہ ہمارا سارا میڈیا مارکیٹ کو دیکھتا ہے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ ناظرین کس طرح ملیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ عوام کی اکثریت بھی دین سے دوری کے باعث آزادی پسند بن چکی ہے۔ جب اس طرح کے ''روشن خیال سکالرز'' ایسی آراء پیش کریں گے کہ جن سے پابندی کا کوئی تصور ہی نہ رہے کہ جو چاہو سو کرو۔ نکاح کی نفی ہو جائے، شراب بھی حلال ہو جائے، غیر محرم عورتوں سے تعلق پر بھی پابندی نہ رہے تو ایسے آزادی پسند معاشرے کو کیوں برا لگے گا۔

امریکی تھنک ٹینک رینڈ کارپوریشن نے برسوں پہلے اپنی تحقیق پیش کی تھی جس میں مسلمانوں کو چار گروہوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک میں بنیاد پرست، دوسرے میں روایت پسند جو اپنی اقدار اور روایات سے جڑے ہوئے ہیں لیکن مذہب کے حوالے سے ان کا تصور محدود ہے۔ تیسرے گروہ میں ماڈریٹ جو اسلام کا ایسا ورژن پیش کرنا چاہتے ہیں جو مغرب کو بھی قابل قبول ہو اور کسی کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہو۔ چوتھے میں سیکولر جو کہتے ہیں کہ مذہب انفرادی معاملہ ہے۔ اس کو انفرادی معاملات کی حد تک پورا کرو۔ رینڈ کارپوریشن کی اس تحقیقی رپورٹ میں یہ تجاویز دی گئیں کہ جو بنیاد پرست ہیں اور اسلام کو ایک نظام کی صورت میں لیتے ہیں ان سے مغرب کی پوری تہذیب کو خطرہ ہے۔ لہٰذا ان کو ختم کرنے کی کوشش کرو (افغانستان کے طالبان سمیت دنیا بھر کے ''بنیاد پرست'' مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہمارے سامنے ہے) اور جو روایت پسند ہیں وہ اگر بنیاد پرستوں کے ساتھ مل گئے تو یہ بہت بڑا خطرہ ہوں گے لہٰذا ان کو بنیاد پرستوں کے ساتھ فرقہ وارانہ تصادم میں الجھائے رکھو تاکہ یہ سر نہ اُٹھا سکیں۔ رہے ماڈریٹ (جن میں غامدی صاحب جیسے لوگ بھی شامل ہیں) تو ان کو سپورٹ کیا جائے اور میڈیا کے ذریعے ان کو تقویت دی جائے۔ رینڈ کارپوریشن جو آزادی کے نام پر شیطانی تہذیب کو پوری دنیا پر نافذ کرنا چاہتی ہے نے یہ تجاویز امریکن گورنمنٹ کو پیش کیں۔ لہٰذا اب ماڈریٹ لوگ ایسا اسلام پیش کریں گے جو مغرب کے لیے قابل قبول ہوگا۔ ایسے لوگوں کو کبھی ملالہ یوسفزئی کی شکل میں سامنے لایا جائے گا اور کبھی ایسے اینکر پرسنز لائے جائیں گے جو پروگرام کا آغاز تو تلاوت سے کریں گے لیکن بعد میں گانا بجانا ہوگا اور مادر پدر آزاد تہذیب کی عکاسی ہوگی۔ ایسا اسلام کس کو پسند نہیں آئے گا؟ مغرب ایسے لوگوں کو پروموٹ کرنا چاہتا ہے مغرب کے اس ایجنڈے کو پروموٹ کرنے والے سیٹلائیٹ چینلز کو ملینز آف ڈالر فنڈنگ کی جاتی ہے۔ لہٰذا جاوید غامدی جیسے روشن خیال سکالرز کو پذیرائی اسی وجہ سے مل رہی ہے کہ ایک تو عوام دین سے دوری کے باعث آزادی پسند ہو چکے ہیں اور ایسے لوگوں کو پسند کرتے ہیں اور دوسرا مغرب یہ چاہتا ہے کہ اس طرح کے لوگوں کو Present کر کے اسلام کی ایسی تصویر پیش کی جائے جس میں پابندی کا کوئی تصور نہ ہو اور روح محمدیؐ مسلمان کے دل سے نکل جائے۔ لہٰذا ایسے لوگ اسی وجہ سے ہمارے میڈیا پر اس طرح کی باتیں کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

رفقاء واحباب کے لیے خوشخبری

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انجمن خدام القرآن اسلام آباد کے زیر اہتمام مارگلہ کی پہاڑیوں کے دامن میں واقع قرآن کمپلیکس سملی ڈیم روڈ کی مسجد کا افتتاح اس رمضان المبارک میں دورہ ترجمہ قرآن سے ہو رہا ہے۔ اس دورہ قرآن کے مدرس ان شاء اللہ جناب خالد محمود عباسی ہوں گے۔ رفقاء و احباب کو قیام وطعام کی سہولت کے ساتھ شرکت کی دعوت ہے۔

نوٹ: شرکت کرنے والے رفقاء واحباب موسم کی مناسبت سے اپنے ہمراہ بستر لے کر آئیں۔
30 مئی تک اپنی آمد کے بارے میں مطلع کریں۔

انجمن خدام القرآن، اسلام آباد
051-2605725 0332-5357269

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم وحکم قرآنی کا ترجمان

سہ ماہی حکمت قرآن (لاہور)

تازہ شمارہ
اپریل تا جون 2016ء

بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین ـــ ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

حقوقِ نسواں: 'بل' نہیں 'تحریک'! ـــ حافظ عاطف وحید
وحدتِ ملی کی اساس: قرآن مجید ـــ پروفیسر حافظ احمد یارؒ
تعمیلِ حکم اور امیدِ رحمت کی ادائیں ـــ پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
مَلاکُ التأویل (۵) ـــ ابوجعفر احمد بن ابراہیم الغرناطی
ایمان اور فلسفہ ابتلاء و آزمائش ـــ پروفیسر توقیر عالم فلاحی
وجودِ باری تعالیٰ: نظریہ ہائے علم الکلام کی روشنی میں (۳) ـــ ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا دورۂ ترجمہ قرآن بزبانِ انگریزی
Message of The Quran تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 60 روپے ☆ سالانہ زرتعاون: 240 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-042-35869501

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر جٹ فیملی کو اپنی بیٹی عمر 22 سال، تعلیم ایم ایس سی زوالوجی کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-4711775
0300-4828792

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ نارووال کے ملتزم رفیق حاجی محمد اقبال کی والدہ وفات پاگئیں

☆ ممتاز آباد کے رفیق محمد زاہد ملک کی والدہ وفات پاگئیں

☆ منفرد اسرہ اوکاڑہ کے رفیق زین العابدین کی والدہ وفات پاگئیں

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے ناظمِ تربیت محترم محمد حامد کی والدہ وفات پاگئیں

☆ مقامی تنظیم نوشہرہ کے ناظمِ تربیت محترم قاضی فضلِ حکیم اور ناظمِ بیت المال محترم قاضی فضلِ رحیم کے والد وفات پاگئے

☆ تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے رفیق اور معتمد سعید اللہ شاہ کے چھوٹے بھائی عطاء اللہ شاہ وفات پاگئے

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے ملتزم رفیق راجہ احمد بلال کے بھائی وفات پاگئے

☆ نیو ملتان کے رفیق مشتاق حسین کی جواں سال بیٹی وفات پاگئیں

☆ ملتان کینٹ کے رفیق جناب ناصر انیس خان کے چچا وفات پاگئے

☆ اسرہ ڈی جی خان کے رفیق جناب علی عمران کی دادی وفات پاگئیں

☆ حلقہ کراچی شمالی کے معتمد عمر بن عبدالعزیز کے بہنوئی وفات پاگئے

☆ گوجرانوالہ کے ملتزم رفیق خورشید نبی نور کے سسر وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

اہم اعلان

بسلسلہ کُلیّۃ القُرآن لاہور (قرآن کالج)

درس نظامی (8 سالہ کورس) کے درجہ اولیٰ میں داخلے کے خواہشمند طلبہ اور ان کے والدین نوٹ فرمالیں کہ بعض انتظامی اور درسی وجوہ کے پیش نظر کلیۃ القرآن میں نئے داخلوں کی پالیسی میں اہم تبدیلیوں کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس فیصلے کے مطابق اس سال سے:

1. صرف میٹرک پاس طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا۔
2. داخلے رمضان المبارک کی 15 تاریخ تا شوال کی 10 تاریخ جاری رہیں گے۔
3. داخلوں کے تفصیلی شیڈول کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔
4. مفت رہائش، کھانے اور مفت تعلیم کی سہولت صرف مستحق اور ذہین طلبہ کو دی جائے گی۔
5. درس نظامی کے طلبہ کے لیے ایف اے، بی اے اور ایم اے کی ریگولر کلاسز کا انتظام بھی ہے۔

المعلن: پرنسپل کلیۃ القرآن، اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور
رابطہ: 0301-4882395 042-35833637

تحفظ خواتین بل
شریعت کے تناظر میں ایک جائزہ
(II)

زیر نظر مضمون ''پنجاب اسمبلی کی جانب سے منظور شدہ تحفظ نسواں بل 2016ء'' کے شرعی تجزیے پر مشتمل ہے۔اس قانون کو علماء کی اکثریت غیر اسلامی اور خلاف شریعت قرار دے چکی ہے۔اس قانون پر قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، کراچی کے ریسرچ سکالرز نے شرعی بنیادوں پر اعتراضات وارد کیے ہیں جو قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔(ادارہ)

قابل اعتراض حصہ نمبر3:

معاشرے میں ان کے حسبِ منشا آزادانہ کردار ادا کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کی جائے۔

اعتراض:

اللہ کا بندہ (غلام) ہونے کے ناطے کوئی بندہ بشر اس بات کا مجاز نہیں کہ وہ حسبِ منشا آزادانہ کردار ادا کرے بلکہ اس کو اللہ رب العزت کے احکام کے تحت زندگی گزارنا ضروری ہے۔شریعت اسلامیہ میں ہر شخص خواہ مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا آزاد، امیر ہو یا غریب، بادشاہ ہو یا فقیر، سربراہ ہو یا ماتحت ہر ایک کے لیے حدود متعین ہیں۔ہر ایک سے مطالبات مختلف ہیں۔ہر ایک کی ذمہ داری مختلف ہے۔چنانچہ شریعت کی واضح نصوص اس بات پر دلیل ہیں کہ عورت اگر شادی شدہ ہو تو شوہر کے ماتحت، کنواری ہو تو باپ بھائی کے ماتحت ہوگی۔اور عورت کی ولایت مرد پر بلکہ ہر ضعیف، مجنون کی ولایت اس کے اولیاء پر ثابت ہے،(5)

قرآن کریم کی بہت سی آیات اس پر شاہد ہیں۔

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ (النور:32)

''اور نکاح کر دیا کرو بیوہ عورتوں کا اپنے میں سے اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو ذی صلاحیت ہوں اگر وہ تنگ دست ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ بہت وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ (سورۃ النساء:34)

''مرد عورتوں کے نگران ہیں، کیونکہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور کیونکہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔''

﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (الانفال:75)

''اور رشتے والے ان میں سے بعض زیادہ حق دار ہیں بعض سے اللہ کی کتاب میں بیشک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

اسی طرح احادیث میں مرد کو اپنے اہل خانہ پر نگران اور عورت کو اپنے شوہر کے گھر کی دیکھ بھال کا نگران بتایا گیا ہے:

((وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا)) (بخاری، كتاب في الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس، باب العبد راع في مال سيده ولا يعمل إلا بإذنه)

''مرد اپنے گھر کا حاکم ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے، اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔''

((كل نفس من بني آدم سيد، فالرجل سيد أهله، والمرأة سيدة بيتها)) (كنز العمال، كتاب الإمارة والقضاء من قسم الأقوال، الباب الأول: في الإمارة، الفصل الثاني: في الترهيب عن الإمارة)

''بنی آدم میں سے ہر نفس سربراہ ہے، سو مرد سربراہ ہے اپنے اہل و عیال کا اور عورت نگہبان ہے اپنے گھر کی۔''

عورت گھر کے اندر رہ کر گھریلو ذمہ داریوں (جو اس پر شریعتِ مطہرہ کی جانب سے عائد ہیں) کی ادائیگی اور دیکھ بھال کرے گی اور اس کے لیے عورت کا گھر میں قرار پکڑے رہنا اس پر کوئی ظلم ہے نہ زیادتی بلکہ اس کی عفت کی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے نیز اس کے لیے شرف کا باعث ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾ (الاحزاب:33)

''اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو اور (غیر مردوں کو) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو۔''

سورۃ التحریم میں ہے:

﴿مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا﴾ (التحریم:5)

''مسلمان، ایمان والی، طاعت شعار، توبہ کرنے والی، عبادت گزار اور روزہ دار ہوں، چاہے پہلے ان کے شوہر رہے ہوں، یا کنواری ہوں۔''

حدیث شریف میں ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ)) (سنن الترمذي، كتاب الرضاع، باب ما جاء في كراهية الدخول على المغيبات)

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے بہکانے کے لئے موقع تلاش کرتا رہتا ہے۔

بخاری شریف میں ہے:

((وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ)) (بخاری، كتاب العتق، باب كراهية التطاول على الرقيق وقوله عبدي أو أمتي)

''عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی محافظ ہے اس سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی۔''

کجا یہ کہ حکومت وقت اسے حسبِ منشا کردار ادا کرنے میں حوصلہ افزائی کرے۔(6)

متبادل سفارش:

شریعت اسلامیہ کے مطابق عورت کو ولی کے تابع رکھا جائے۔ نیز بعض استثنائی صورتوں کے علاوہ عورتوں کے لیے گھر کی چار دیواری کو شرف جانا جائے۔ اس اصول معاشرت میں رخنہ پیدا کرنے والے قوانین کا ازالہ کیا جائے۔

قابل اعتراض حصہ نمبر 4:

دفعہ 2 تعریفات: ذیلی دفعہ 1 (ای):

زیر کفالت بچہ سے مراد ایسا نر بچہ ہے جو 12 سال کی عمر سے کم عمر ہو اور اس میں لے پالک، سوتیلا یا رضاعی بچہ شامل ہے۔

اعتراض:

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زیر کفالت بچہ کی تعریف کو صرف نر بچہ تک کیوں محدود کیا گیا۔ جبکہ شریعت اسلامیہ تو ہر نابالغ اولاد لڑکے اور لڑکی کی کفالت کا حکم دیتی ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے یہ قانون غیر شرعی ہے۔(7)

مزید یہ کہ شریعت اسلامیہ نے لے پالک، سوتیلا یا رضاعی بچے کی کفالت کا ذمہ اس بچہ کے اصل والدین پر ہی رکھا ہے لہٰذا اس کو کسی اور پر لازم اور ضروری قرار دینا جائز نہیں۔ ہاں اگر کفالت کا ذمہ لے لیا ہے تو ذمہ لینے کے باعث اس شخص پر کفالت لازم ہوگی۔(8)

سورۃ الاحزاب میں ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُم بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ۝ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ﴾ (الاحزاب:4،5)

"اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا قرار دیا ہے۔ یہ تو باتیں ہی باتیں ہیں جو تم اپنے منہ سے کہہ دیتے ہو، اور اللہ وہی بات کہتا ہے جو حق ہو، اور وہی صحیح راستہ بتلاتا ہے۔ انھیں ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہ اللہ کے ہاں زیادہ انصاف کی بات ہے، پھر اگر تم ان کے باپ نہ جانو تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور تمھارے دوست ہیں۔"

سورۃ البقرۃ میں ہے:

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ﴾ (آیت233)

"اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں، یہ مدت ان کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیں، اور جس باپ کا وہ بچہ ہے اس پر واجب ہے کہ وہ معروف طریقے پر ان ماؤں کے کھانے اور لباس کا خرچ اٹھائے۔ (ہاں) کسی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی، نہ تو ماں کو اپنے بچے کی وجہ سے ستایا جائے، اور نہ باپ کو اپنے بچے کی وجہ سے اور اسی طرح کی ذمہ داری وارث پر بھی ہے پھر اگر وہ دونوں (یعنی والدین) آپس کی رضامندی اور باہمی مشورے سے (دو سال گزرنے سے پہلے ہی) دودھ چھڑانا چاہیں تو اس میں بھی ان پر کوئی گناہ نہیں ہے، اور اگر تم یہ چاہو کہ اپنے بچوں کو کسی آیا سے دودھ پلواؤ تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں، جبکہ تم نے جو اجرت ٹھہرائی تھی وہ (دودھ پلانے والی آیا کو) بھلے طریقے سے دے دو۔"

متبادل سفارش:

قانون سازی اسلام میں ایک حساس شرعی علمی ذمہ داری ہے، جس کی ادائیگی کے لیے علمِ دین میں مہارت ایک معقول اور ناگزیر شرط ہے۔ علمِ دین میں مہارت رکھنے والے کو عالمِ دین کہتے ہیں۔ لہٰذا ایسی قانون سازی کے لیے آئین پاکستان کی دفعہ 228 کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل اور مملکت کے جید علماء کرام سے رہنمائی حاصل کی جائے اور قانون کو کونسل اور علماء کی توثیق کے بعد نافذ کیا جائے۔ مزید آئین پاکستان کی دفعہ 227 پیش نظر رہے کہ قانون سازی قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو۔

حواشی وحوالہ جات

5۔ وأطلق الطفل فشمل الذكر والأنثى للعلة المذكورة، وهو وجوب نفقته عليه وثبوت الولاية الكاملة عليه له فاستفيد منه أن البنت الصغيرة إذا زوجت وسلمت إلى الزوج ثم جاء يوم الفطر لا يجب على الأب صدقة فطرها لعدم المؤنة عليه لها كما صرح به في الخلاصة(البحر الرائق، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، عن من تخرج صدقة الفطر)

6۔ والتزام المرأة البيت لا بمعنى حبسها فيه أو التضييق عليها هو خير شيء للمرأة، قال عليه الصلاة والسلام: إن المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان، وأقرب ما تكون من رحمة ربها، وهي في قعر بيتها (1) وهو يدل على وجوب الستر وعدم إظهار المرأة شيئا من بدنها، وأن في الخروج العمل على إغواء الشياطين لها وإغراء الرجال بها حتى تقع الفتنة(الفقه الاسلامي وادلته، الجزء التاسع، الباب الاول الزواج وآثاره، الفصل السابع حقوق الزواج وواجباته، المبحث الثاني حقوق الزواج، 1۔ طاعة الزوجة لزوجها)

7۔ والأم والجدة أحق بالغلام حتى يستغني وقدر بسبع سنين وقال القدوري حتى يأكل وحده ويشرب وحده ويستنجي وحده وقدره أبو بكر الرازي بتسع سنين والفتوى على الأول والأم والجدة أحق بالجارية حتى تحيض وفي نوادر هشام عن محمد رحمه الله تعالى إذا بلغت حد الشهوة فالأب أحق وهذا صحيح هكذا في التبيين(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس عشر في الحضانة)

8۔ (الف)(ويستأجر من ترضعه عندها) أي يستأجر الأب من ترضعه عند الأم لما ذكرنا أن النفقة على الأب والحضانة لها، ولا يجب على المرضعة أن تمكث عند الأم إذا لم يشرط ذلك عليها بل ترضعه، وترجع إلى منزلها أو تحمل الصبي معها إليه أو ترضعه في فناء الدار ثم تدخل به الدار إلى أمه(تبيين الحقائق، كتاب الطلاق، باب النفقة)

(ب) (قوله معناه إذا أرادت ذلك،لأن الحجر لها)أي التربية لها بحق الحضانة وهذا بناء على ما تقدم، وقد قدمنا من اختيار الفقيهين الهندواني والسمرقندي أنها تجبر على الحضانة، وفي كلام الحاكم الشهيد ما يفيده مما قدمناه، ثم لا يلزم المرضعة أن تمكث في بيت الأم إلا أن يشترط ذلك، بل لها أن ترضعه ثم ترجع إلى منزلها فيما يستغنى عنها فيه من الزمان أو تحمل الصبي معها إليه أو تقول: أخرجوه فترضعه عند فناء الدار ثم تدخل الصبي إلى أمه (فتح القدير، كتاب الطلاق، باب النفقة، فصل نفقة الأولاد الصغار على الأب)

(جاری ہے)

طاغوت سے انکار

اوریا مقبول جان

پانامہ لیک کے موضوع پر ہنگامہ خیز ٹاک شوز میں سے ایک شو کے دوران بحث اس طرف چل نکلی کہ معاشرے کو ٹھیک کیسے کیا جائے، جس پر ایک معروف کالم نگار اور جدیدیت کے پیکر میں ڈھلے مذہبی اسکالر نے نکتہ آفرینی کی کہ معاشرے کو تو آہستہ آہستہ اور بتدریج ٹھیک کیا جاتا ہے، یہ آج تک کبھی اوپر سے قانون نافذ کرنے سے ٹھیک ہوا؟ جس پر میں نے کہا کہ مجھے دنیا کے کسی ایک معاشرے کی مثال دے دیں جو صرف نیچے سے بدلا ہو اور اس پر قانون کی قوت نافذہ موجودہ نہ ہو۔ موصوف نے فوراً رسول اکرم ﷺ کے معاشرے کی بات کی۔ میں جواب دے رہا تھا کہ وقت ختم ہو گیا اور میزبان نے اجازت مانگ لی۔ یہ نکتہ ایسا تھا اور اس کی وضاحت اس لیے ضروری تھی کہ یہی نکتہ دین کی اصل اور بنیاد ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مجھے یہ سب تحریر کرنا پڑ رہا ہے۔ میری میزبان سے درخواست ہے کہ اس موضوع پر تشنگی کو ختم کرنے کے لیے ایک سیر حاصل پروگرام کرے کہ یہی کنفیوژن ہے جو پاکستانی معاشرے کو ٹھیک نہیں ہونے دے رہا اور پورا معاشرہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے اس بات کا انتظار کر رہا ہے کہ آہستہ آہستہ تربیت ہوگی، لوگوں کے ذہن بدلیں گے، ان کے کردار اچھے ہوں گے تو پھر سب لوگ بددیانتی، چوری، ڈاکے، قتل و غارت چھوڑ دیں گے۔ جب تک یہ سب کچھ نہیں ہوتا یہاں نہ کوئی قانون نافذ العمل ہو سکتا ہے اور نہ ہی معاشرے کو اوپر سے سختی کر کے ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ یہ تو مذہب کی وہ تعبیر ہے جو انگریز نے اپنے کاسہ لیس اور غلام صفت علماء کو سکھائی اور وہ اسے تسلیم کر کے خاموشی سے دعوت و تبلیغ سے معاشرتی اصلاح کی طرف لگ گئے۔ انھوں نے عبادات کو اصل دین سمجھا اور ان پر ہر وہ حکمران مسلط رہا جو اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان تھا۔ انگریز کے عطا کردہ اس افیون زدہ تصور کے بارے میں اقبال نے کہا تھا۔

مُلّا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

ان عظیم تجزیہ نگاروں، علمی نابغوں اور سیاسی پنڈتوں کی ایک نسل نے کبھی بنام سیاست اور کبھی بنام مذہب ہمارے معاشروں کو جس طرح طاغوت کی غلامی کا سبق دیا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ نظام سے لڑنے کی قوت و حوصلہ اور انقلاب جیسے لفظ ہماری لغت سے خارج ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ لوگ صرف مذہب کی غلط تشریح سے قوم کو افیون پلا کر نہیں سلاتے بلکہ سیاست و جمہوریت کی بھی ان کی اپنی ہی تشریح ہے۔ ایک لفظ بہت بولا جاتا ہے، جمہوریت کا تسلسل اور پھر اس کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کو کہا جاتا ہے۔

حکمران اربوں ڈالر لوٹ کر جائیں، وہ قاتلوں، چوروں، اسمگلروں، منشیات فروشوں اور غنڈوں کی سرپرستی کریں اور کرتے چلے جائیں، تھانے، کورٹ کچہری میں عام آدمی انصاف کو ترس جائے، خودکشی اور بچے نیلام کرنے کی نوبت آ جائے۔ نہ پانی میسر آئے اور نہ بجلی، صحت ملے اور نہ تعلیم، لیکن اس سب کے باوجود جمہوریت کا تسلسل قائم رہنا چاہیے۔

عوام کو بھنگ پی کر سوتے رہنا چاہیے کیونکہ عوام اٹھیں گے تو کوئی طالع آزما آ جائے گا۔ اس لیے عوام کو پہلے خود کو ٹھیک کرنا چاہیے عوام ٹھیک ہوں تو معاشرہ ٹھیک ہو گا اور معاشرہ ٹھیک ہو گا تو حکمران اچھے آئیں گے۔ اس لیے چوروں، بددیانتوں، قاتلوں اور غنڈوں کو کچھ مت کہو ورنہ سسٹم لپیٹ دیا جائے گا۔ جمہوریت کا تسلسل ختم ہو جائے گا اور ملک تاریکی میں ڈوب جائے گا۔

لوگوں کو طویل انتظار کی سولی پر چڑھانے والے دانشوروں اور سیاسی پنڈتوں کا اپنا یہ حال ہے کہ وہ اپنے لیے قانون کا سخت نفاذ چاہتے ہیں۔ ایسا نفاذ جو ان کی خواہشات کو پورا کر سکے۔ مثلاً اگر موصوف کالم نگار کے گھر ڈاکو آ جائیں اور مال لوٹ کر لے جائیں تو کیا وہ اس دن کا انتظار کریں گے جب معاشرہ ٹھیک ہو جائے اور لوگ چوری چھوڑ دیں۔ ان کا کوئی عزیز قتل ہو جائے، کہیں کوئی آبروریزی ہو جائے تو وہ یہ منطق دیں گے کہ معاشرہ تو آسانی سے آہستہ آہستہ اور بتدریج بہتر ہوتا ہے۔ یہاں کوئی اوپر سے قانون نافذ کر کے تو لوگوں کو ٹھیک نہیں کیا جا سکتا۔ اپنے مسئلے میں وہ ایسا کبھی نہیں کریں گے بلکہ اس پولیس کے آئی جی تک کی جان عذاب میں کر دیں گے جو ان کے مجرموں پر ہاتھ نہ ڈال رہا ہو۔

اگر ان کا بس چلے تو وہ آرمی چیف سے بھی اپنے مجرم کو تلاش کروانے کے لیے اثر و نفوذ استعمال کرنے کو کہیں گے۔ اس وقت انھیں اپنی ہی دی ہوئی منطقیں یاد نہیں آئیں گی۔ بلکہ اگر ان کا چور، قاتل یا مجرم عدالت سے عدم ثبوت کی بنا پر بری ہو جائے تو یہ قطعاً یہ نہیں کہیں گے کہ نظام تو آہستہ آہستہ ٹھیک ہوتا ہے بلکہ وہ نظام کو برا بھلا کہیں گے اور اس کے فوری ٹھیک ہونے کا مطالبہ کریں گے۔

لیکن اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے ان خیالات کے سانچے میں اسلام کو ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں اور رسول اکرم ﷺ کی شخصیت جو طاغوت اور باطل کے مقابل پہلے دن سے کھڑی تھی، ان کو بھی اپنی اس منافقانہ سوچ کے مطابق پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ جمہوری نظام کے تسلسل اور مغربی استعمار کے عشاق شاید اس بات سے بے خبر ہیں کہ ایسی جمہوری حکمرانی تو رسول اکرم ﷺ کو مکے کے تمام سرداروں نے دینے کی خود پیشکش کی تھی جب ان کے چچا ابوطالب کے سامنے انھوں نے کہا تھا کہ ہم آپ کو متفقہ سردار منتخب کرنے کو تیار ہیں تو آپ ﷺ نے جواب دیا تھا کہ اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے ہاتھ پر سورج بھی رکھ دیں تو میں اپنی دعوت سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔

کیا پرویز مشرف جیسے سیکولر، آصف زرداری اور نواز شریف جیسے مغرب زدہ حکمرانوں کے ساتھ مل کر اقتدار کے مزے لوٹنا اور جمہوریت کے تسلسل کے نام پر قوم کو دھوکا دینا اور چہرے پر سنت رسول ﷺ سجانا منافقت نہیں تو اور کیا ہے۔ آپ نے اپنے صحابہؓ پر کیے والوں کا بدترین تشدد اور ظلم برداشت کیا لیکن طاغوت سے

صلح نہیں کی۔ تقریباً ایک سو لوگوں کو لے کر وہاں سے ہجرت کی، جیسے ہی مدینہ کی بستی میسّر آتی وہاں اللہ کا قانون نافذ کر دیا۔ ایک لمحے کی بھی دیر نہیں کی۔ کیا کوئی آج کے دور میں سوچ سکتا ہے کہ صرف تین سو تیرہ اصحاب جن کے پاس دو گھوڑے، چھ زرہیں، آٹھ تلواریں تھیں، باقی سب لاٹھیوں اور درخت کی ٹہنیوں سے مسلح تھے ایک ہزار کے لشکر سے جا ٹکرائیں گے جن میں ہر کوئی گھوڑے یا اونٹ پر سوار اور ہر کسی کے ہاتھ میں اسلحہ تھا۔

میرے موصوف کالم نگار اس دور میں ہوتے تو جیسے آج امریکا سے لڑنے کو بے وقوفی قرار دیتے ہیں ویسے ہی نعوذ باللہ بدر کی روانگی کے موقع پر ان کے منہ سے پتہ نہیں کیا کچھ نکلتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنتے ہی جب جزیرہ نما عرب میں جب لوگ دین اسلام سے منکر ہونے لگے، ارتداد کا فتنہ ایسا پھیلا کہ پورے عرب میں صرف تین مساجد، مکہ، مسجد نبوی اور بحرین میں علاءبن الحزرمی کی مسجد میں نماز با جماعت رہ گئی تو کیا جانشین رسول نے ان کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی؟ کیا موصوف کالم نگار رسول اللہ ﷺ کی سنت کو حضرت ابوبکر ﷺ سے زیادہ سمجھتے ہیں؟ ان سے زیادہ فہم و فراست رکھتے ہیں۔ دین قوت نافذہ مانگتا ہے۔ طاغوت کا انکار اور باطل کے سامنے کھڑے ہونے کا مطالبہ کرتا ہے۔

دین کے ہاں ایک چھوٹی سی جماعت بھی دین کا نفاذ کر سکتی ہے۔ اس لیے کہ برائی کو نافذ کرنے والے بھی بہت تھوڑے سے ہوتے ہیں۔ چند گنتی کے بددیانت، چور، غنڈے بدمعاش، یہ جب قوموں پر مسلط ہوتے ہیں اور قوم خاموش رہتی ہے تو اس پر عذاب اترتا ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود میں اللہ نے ان کی گنتی کر کے بتا دیا۔ فرمایا اور اس شہر میں صرف نو لوگ ایسے تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے تھے اور اصلاح سے کام نہیں لیتے تھے۔ (النمل:48) جب قوم نے ان نو لوگوں کے اقتدار کو مان لیا اور ان کی غلامی کو قبول کر لیا تو ان پر عذاب نازل ہو گیا اور آج بھی مدائن صالح عبرت کا مقام ہے۔ پاکستان میں بھی نو یعنی مٹھی بھر لوگ دھاندلی کے الیکشن، غنڈوں، چوروں، بدمعاشوں، اسمگلروں اور منشیات فروشوں کی اعانت اور سرمائے سے اقتدار پر قابض ہوتے ہیں۔

لوٹ مار کے لیے ایک مستقل نظام وضع کرتے ہیں۔ سیاست، بیوروکریسی، عدلیہ، فوج سب میں اپنے جیسے لوگوں کا جتھہ بنا کر ان کا تحفظ کرتے ہیں اور لوگوں کو درس دیتے ہیں کہ تم بدلو، تم ٹھیک ہو جاؤ گے تو سب خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو رسول اکرم ﷺ خود اپنے دست مبارک میں تلوار ہاتھ میں پکڑ کر 28 دفعہ صرف 8 سال کے قلیل عرصے میں جنگوں کے لیے نہ نکلتے۔ وہ رسول جس کے وصال کے وقت گھر میں چراغ میں ڈالنے کے لیے تیل موجود نہ تھا۔ لیکن انھوں نے ترکے میں آٹھ تلواریں چھوڑیں، اس کے دین کو اس طرح پیش کیا جائے۔ اللہ کے دوست اور اللہ کے دشمن ایک گھر میں رہیں، ایک میز پر بیٹھ کر ناشتہ کریں، ایک مفاد میں اکٹھا ہوں، یہ سب شہدائے بدر، احد، خندق اور خیبر جیسے معرکوں کی توہین ہے۔ اپنی جنگ اور اپنے خیالات کو جمہوریت، نواز شریف اور فضل الرحمٰن تک رکھو۔ رسول اکرم ﷺ اور ان کے ساتھیوں کی سیرت تم لوگوں کے بنائے ہوئے سانچوں میں بیان نہیں ہو سکتی۔

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارا

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

are both the secretary and the director another director will be required. In case, you prefer to be the only officer there are companies that could provide you with a Nominee Secretary, Director or Shareholder at most affordable rates. However, a nominee secretary service is provided only to meet legality and does not perform any secretarial duties. The same is also true for nominee secretary and nominee shareholder. These service providers can also provide a prestigious address in Central London to meet the legality of registered address in Britain.

Getting a Public Limited Company incorporated in Britain, and this is as easy as ABC as already mentioned, is the first step towards getting an offshore company incorporated in British Virgin Islands where only one name is required to form a company and that name could even be the name of the PLC registered in Britain.

You may now understand why I was not able to suppress my smile because you now know that the statement came from those who have created these tax havens by design and not by mistake.

Like communism capitalism is bound to fail due to its inherent greed and all things base. If the anger of the common masses was any indication the "Occupy Wall Street" movement across the U.S. and Europe has signaled the beginning of inhumane capitalism's end.

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

''مسجد نمرہ ملک پارک دفتر سوئی گیس لنک روڈ گوجرانوالہ'' میں

امراء ونقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

20 تا 22 مئی 2016ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء ونقباء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ:

0300-7446250 0300-7478326 055-3891695

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

Tax Havens for Robber Barons! Where has all the money gone?

By Syed M. Aslam

First- Make no mistake that off shore companies are as legal as Surrey Palace; French Chateau; Swiss jewelry; and Mayfair Flats. Second- and this is the irony- the ruthless pillage and plunder of our national and human resources long ago found its way into the purposely legally designed tax havens that serve as the stashing-ground of even the most tainted loot without asking any questions.

The real question that no one seems to be asking is: What is the source of income? But since off shore companies do not ask such nasty questions everything is kosher for the rich and the famous owners of offshore companies in Panama and elsewhere.

But before we move any further allow me to answer the question posed as the heading of this article as well as its first sentence. The answer is: The tainted monies from any and everywhere in the world has flowed out to tax havens like Panama- a word which has now become synonymous to greed, corruption, public anger and hate all across the world.

But then what could you expect from the liberals who have developed the habit of "crying democracy" every time their personal interests are threatened even a bit? What could you except from a system called capitalism whose shiny front office opens into a dark dingy, inhumane, heartless, Godless, immoral, unjust value system promoted by the most unscrupulous elements as secularism- the off spring of capitalism.

Let me justify: Capitalism treats money as something sacred. Capitalism is the cover designed to hide the greedy and the inhumanity that it promotes to a point where even those appearing to be otherwise human start chanting such meaningless and perverse refrains as, "If you are born poor it is not your fault but if you die poor you must yourself be blamed for it." Compare this to Schopenhauer's "Compassion is the basis of morality" and Kant's "Morality is not the doctrine of how we make ourselves happy, but how we make ourselves worthy of happiness" and you will understand what I mean.

Capitalism also holds competition sacred to such a point where it sees humans as consumers whose democratic choices are dictated, and measured, by buying and selling which in turn is the benchmark for praise or curse as the case. Letting money become the barometer for success and failure has produced monsters that gobbled life savings of hundreds of thousands of middle and lower-middle class people all across the world.

The Panama leaks is just a tip of iceberg of loots stashed in purposely designed legal tax havens around the world of which Panama is just one. Panama leaks may have been British Virgin Islands leaks, Cayman Islands leaks, Seychelles leaks, Bahamas leaks, etc., etc.

It was hard for me to suppress my smile while reading news about just how serious Britain and Euro Zone have suddenly awaken from slumber to 'do something about the off shore tax havens that have been the creation of their own to help dry clean the tainted money even if it was earned from drugs or arms sales, corruption, pornography, or even murder. You seem capitalism respects money irrespective how it was being earned.

In fact, Britain is the mother and the guardian of off shore companies. Incorporating a PLC (private limited company) in Britain over the internet from anywhere in the world is easy as ABC. It's not only inexpensive but there are no documents to be signed if you use the service of a company formation service.

All companies incorporated in England, Wales and Scotland are required to have a registered address in the UK and should have at least two officers, living in any part of the world, together or separately. You can be the secretary of your company, or a director or both. However, if you

VOL : 25 Regd. C.P.L NO. 114 No.20
Weekly Nida-e-Khilafat Lahore